\MD ASADULLAH\Downloads\17.09.2018 (1).inp 18-09-2018 17:35 PAGE 1 (1,1)

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل
- ماہ محرم اور عاشورہ کی اہمیت وفضیلت
- تلک جہیز اور مھر
- ملک میں ایمرجنسی جیسے حالات
- کیرل سیلاب ریلیف کی رپورٹ
- اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ
- طب وصحت، ملی سرگرمیاں

جلد نمبر 56/66 شمارہ نمبر 36 مورخہ ۶ر محرم الحرام ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۷ر ستمبر ۲۰۱۸ء روز سوموار

تبرکات

حضرت حسینؓ کی سیرت سے سبق سیکھئے

امیر شریعت رابع
حضرت مولانا
سید شاہ
منت اللہ رحمانی
رحمة الله عليه

احادیث میں کثرت سے ماہ محرم کے ابتدائی دس دنوں کی فضیلتیں بیان فرمائی گئی ہیں۔ان ایام میں جو عبادتیں کی جاتی ہیں ان کے اجر وثواب تقریباً اتنے ہوتے ہیں جس قدر ماہ رمضان المبارک میں کی جانے والی نیکیوں پر ملتے ہیں۔اگر کوئی شخص پورے عشرہ اولیٰ کے روزے رکھتا ہے تو سبحان اللہ ورنہ نویں اور دسویں تاریخوں میں روزے رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔یہ روزے اگر چہ نہ فرض ہیں اور نہ واجب اور نہ سنت مؤکدہ، بلکہ مستحب ہیں۔لیکن چونکہ ان روزوں کی اہمیت اور اجر وثواب کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار بیان فرمایا ہے۔اس لئے مسلمانوں کو اس کی کوشش کرنی چاہئے کہ ان دو دنوں میں روزے رکھیں اور عاشورہ یعنی دسویں تاریخ کو اپنے اہل وعیال کو حسب مقدور اچھے سے اچھا کھلائیں پلائیں۔

جناب بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا فائدہ ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے: **من وسع علی عیالہ یوم عاشورہ وسع الله عليه السنة** یعنی جو شخص عاشورہ کے دن اپنے اہل وعیال پر دستر خوان وسیع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے سال بھر وسعت دیں گے۔اور ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی غلط اور جھوٹ نہیں ہوسکتا۔

یوم عاشورہ ہی سے متعلق تاریخ اسلام کا ایک اہم واقعہ بھی ہے اور وہ حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت اور معرکۂ کربلا کا ہے۔ہمیں اس واقعہ کو بھی ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہئے اور اس کی روشنی میں اپنے لئے لائحہ عمل مرتب کرنا چاہئے۔حضرت حسینؓ نے اپنے آپ کو اور اپنے ساتھ اپنے احباب واعزہ عورتوں اور بچوں کو خدا کی راہ میں قربان کر کے درحقیقت ہمیں اس کی تعلیم دی ہے کہ ہم زندہ رہیں تو خدا کے لئے اور جب ہم جان دیں تو اسی کی راہ میں۔۔۔سب سے زیادہ قیمتی اور قابل رشک جان وہی ہے جو خدا کی راہ میں کام آئی ہو اور اسے صرف اس ''جرم'' میں ختم کیا گیا ہو کہ وہ خدا کی نام لیوا تھی۔ہماری زندگی کا صرف ایک نصب العین ہو اور وہ ہو ''اعلاء کلمۃ الحق'' ایک مومن کے دل میں صرف خوف خدا ہونا چاہئے اور اس کے قلب میں کسی اور کا بھی خوف ہے تو پھر صاف لفظوں میں اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس کا دل نور ایمان سے روشن نہیں ہے۔اگر عملی طور پر دنیا میں یہ ناممکن ہے کہ ایک گلاس میں دو طرح کے پانی بیک وقت الگ الگ رہ سکیں تو یہ بھی ناممکن ہے کہ ایک دل میں خدا کے ساتھ غیر اللہ کا بھی خوف ہو۔اس کا ثبوت ہمیں واقعہ کربلا سے ملتا ہے۔

محض سر پچھتر کا مقابلہ یزید کی فوجِ بیکراں سے ہو رہا تھا۔حضرت حسینؓ آخر اتنے ناسمجھ تو نہیں تھے کہ اس کے انجام سے بے خبر ہوں۔لیکن انہوں نے جان دینا آسان سمجھا مگر یہ گوارہ نہ کیا کہ اسلام کی شکل وصورت کو مسخ ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور خاموش رہ جائیں۔چنانچہ باطل سے مقابلہ کیا اور بقول حضرت خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

سر داد نہ داد دست در دست یزید — حقا کہ بنائے لا الہ است حسینؓ

اس لئے اگر آج بھی ہم چاہتے ہیں کہ دنیا میں صحیح اور باعزت زندگی گزاریں تو ہمیں حضرت حسینؓ کا کردار اپنانا اور اختیار کرنا ہوگا۔

واقعہ کربلا میں ہمارے لئے بہت سی نصیحتیں ہیں۔ان کا ایک ایک لمحہ ہمیں یہ پیغام دیتا ہے کہ ہم ظلم کسی پر نہ کریں۔کسی کو ہرگز نہ ستائیں اور کسی پر عرصۂ حیات تنگ نہ کریں۔لیکن اگر وقت آئے اور حق وناحق ، ظلم وانصاف کا سوال ہو، تو حق کے لئے جان تک دے دیں۔یہ حضرت حسینؓ کا اسوہ ہے، حضرت حسینؓ نے حق کا اعلان کیا، حق کی طرف سے دفاع کیا اور حق کے لئے اپنی جان دے دینا گوارہ کیا۔مگر باطل کے آگے سرنگوں نہ ہوئے۔جب باطل نے للکارا تو مقابلہ کرنے کے لئے نکلے، حضرت حسینؓ نے کسی پر لشکر کشی نہیں کی۔حضرت سید الشہداء نے کسی پیاسا کو نہ تڑپایا، کسی کو بھوکا نہ رکھا، کسی کی زندگی سے کھیلنے کی کوشش نہ کی۔لیکن یہ سارے مظالم ان پر ڈھائے گئے۔حضرت حسینؓ نے ان کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا۔اور جب وقت آیا تو جان دینے سے دریغ نہ کیا۔حضرت حسینؓ کی سیرت سے ہمیں بہت کچھ سبق ملتا ہے۔ہمیں ان واقعات کی روشنی میں اپنے لئے کوئی صحیح راہ متعین کرنی ہے۔

آج ہمارا جرم یہ ہے کہ ہم مسلمان ہیں، اسی لئے ہم پر مظالم ڈھائے جارہے ہیں۔یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ہر زمانہ میں حق پرستوں پر عرصۂ حیات تنگ کیا گیا ہے، انہیں بڑی بڑی مصیبتوں کو برداشت کرنا پڑا ہے۔یہی صورت حضرت حسینؓ کی زندگی میں پیش آئی تھی۔آج کے اس نازک دور میں ہمیں پہلے تو اپنا جائزہ لینا ہوگا۔اور ایمان وعمل میں جو خامیاں ہیں انہیں دور کرنا ہوں گی اور دوسرے یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ اگر ہمیں زندہ رہنا ہے تو باعزت طور پر زندہ رہنا ہے۔مسلمان ذلت کی زندگی گزارنے کو تیار نہیں ہوسکتا۔اگر ہمیں نقصان پہونچانے اور برباد کرنے کی کوشش کی جائے گی تو ہم اس کا مقابلہ کریں گے۔ذلت کی موت نہیں مریں گے۔موت زندگی میں ایک بار آتی ہے، وہ اپنے وقت پر آکر رہے گی۔اور وہ جس طرح مقدر ہو چکی ہے اسی طرح آئے گی خواہ کوئی صورت اختیار کی جائے اور کتنی ہی محفوظ جگہ میں کیوں نہ پناہ لی جائے۔موت بہرحال آئے گی۔اسے کوئی ٹال نہیں سکتا۔

ہمارا فیصلہ ہے کہ ہم اسی ہندوستان میں رہیں گے اور باعزت طور پر رہیں گے۔عزت کی زندگی کو حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کرنا ہوگی۔اور ہوسکتا ہے کہ ملی عزت اور حقوق حاصل کرنے کے لئے افراد کی قربانیاں دینی پڑیں۔ملت کی باعزت زندگی کے لئے چند افراد کی قربانیاں قابل قدر سہی مگر غیر معمولی نہیں ہوا کرتیں۔ہمیں بہرحال خود اپنی راہ نکالنی ہوگی۔

اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ دوسرے ممالک مدد کریں گے تو آپ غلطی میں مبتلا ہیں۔ہر ملک اپنے مسائل میں الجھا ہوا ہے۔کسی کو بھی اپنے معاملات سے فرصت نہیں ہے اور نہ اس کا موقع ہے کہ وہ دوسروں کی طرف دیکھے۔آپ کو ہر چہار جانب سے نگاہ ہٹا کر اور ہر طرف سے منہ موڑ کر اپنے کو سنبھالنا اور درست کرنا ہے۔ایک بات اور بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ مدد بھی اسی کی جاتی ہے، جس میں کچھ جان ہو اور خود بھی کچھ کر سکنے کی اہلیت اور صلاحیت رکھتا ہو۔مگر جو خود کچھ کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو، یا خود کچھ کرنا نہ چاہتا ہو اسے کوئی بھی نہیں پوچھے گا۔آج ہم اپنے حالات پر غور کریں اور اپنا جائزہ لیں تو بالکل ہی واضح طور پر یہ محسوس ہوگا کہ ہندوستان کے مسلمان محض چلتی پھرتی نعشیں ہیں۔نہ تو اس کے اندر زندہ قوم کی آواز ہے نہ دلوں میں ولولے ہیں اور نہ فکر ونظر میں کوئی بلندی ہی ہے۔انہیں صرف زندہ رہنے کی خواہش ہے۔ان کی تمنا ہے تو یہ کہ زندگی کے ایام عافیت کے گوشوں میں گزرتے چلے جائیں۔موت نہ آئے۔میں نہیں جانتا کہ یہ خواہش اور تمنا کس طرح پوری ہوسکتی ہے؟ میں نے پورے قرآن پاک میں کہیں یہ نہیں پڑھا کہ موت آرہی ہو، گردن پر تلوار لٹکی ہوئی ہو، تو زندہ رہنے کا کیا نسخہ استعمال کیا جائے اور کس طرح موت سے بچا جائے۔ہاں قرآن شریف میں میں نے یہ ضرور پڑھا ہے کہ جان دی جائے تو کس طرح؟ موت آرہی ہو تو مرا کس طرح جائے؟ موت کا ایک دن متعین ہے، وہ بہرحال آکر رہے گی، دنیا کی کوئی طاقت اسے ٹال نہیں سکتی۔اسے جب آنا ہے اور جس طرح آنا ہے، اسی طرح، اسی وقت آئے گی ، ہمت وعزم کے ساتھ موت کا استقبال کرنا اور خدا کا نام لیتے ہوئے جان کو جان دینے والے کے سپرد کر دینا ایک مومن کا کردار ہونا چاہئے۔

اسلئے ہمیں چاہئے کہ حضرت حسینؓ سے مرنا سیکھیں۔حضرت حسینؓ نے کسی پر ظلم نہ کیا، کوئی فتنہ نہیں اٹھایا، لیکن جب انہوں نے حق کو مٹتے دیکھا، باطل نے چیلنج کیا تو ذلت کی زندگی پر عزت کی موت کو ترجیح دی اور آنے والی نسلوں کے لئے ایک روشن تاریخ عظیم کردار اور عظمت وعزیمت کا اسوہ چھوڑ گئے۔

موجودہ حالات میں حضرت حسینؓ کے اس کردار کو خاص طور پر ہمیں اپنانا چاہئے اور آج ، اسی وقت اور ابھی آئندہ کے لئے اسوہ حسینؓ اپنانے کا عہد اور عزم کرنا چاہئے۔**والسلام علی من اتبع الهدیٰ**

عظمت کا راز

''عیش وعشرت کے گوشے زوال کی نشانیاں ہیں، آرام طلبی اور اپنی دنیا میں مگن رہنا ترقی کی راہ میں بڑی رکاوٹ ہے، مسلسل محنت اور قربانی کا جذبہ زندگی کی عظمت کا راز ہے، جن قوموں نے آرام طلبی کو اپنی منزل بنایا، اس کے افراد کچھ دنوں عافیت سے جی سکتے ہیں، مگر قوم آہستہ آہستہ اپنے وقار وعظمت کو کھو دیتی ہے۔''

(افادات حضرت امیر شریعت رابع رحمہ اللہ)

بلا تبصرہ

''عدالتیں خواہ کتنی ہی چست درست اور انصاف پسند کیوں نہ ہوں اگر پولیس کا تفتیش کے دوران غیر منصفانہ اور جانبدارانہ رویہ آڑے آجائے تو پھر مظلوم کو انصاف ملنے کی امید جواب دینے لگتی ہے اور حوصلہ دم توڑنے لگتا ہے، الور کے اکبر خان قتل معاملے میں بھی کچھ ایسی ہی کہانی سامنے آرہی ہے۔اس معاملہ میں پولیس کا رول سوالوں کے گھیرے میں آگیا ہے۔''

(سید مجاہد حسین)

rs\MD ASADULLAH\Downloads\17.09.2018 (1).inp 18-09-2018 17:35 PAGE 2 (1,1)

اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

دوستی کا معیار:

﴿ہائے میری شامت، کاش میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا﴾ (سورۂ فرقان: ۲۸)

مطلب: اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں ہمدردی وغمگساری اور انسیت ومحبت کا جذبہ بھی رکھا ہے؛ تاکہ وہ ایک دوسرے کے دکھ درد اور خوشی ومسرت میں شریک ہو، اس سے دکھ وغم ہلکا ہوتا ہے اور خوشی میں ہر ایک کے درمیان انبساط کی کیفیت پیدا ہوتی ہے؛ لیکن دوستی کے راہ ورسم ایسے شخص سے کرنا چاہیے جو ہم خیال اور ہم مذہب ومشرب ہو؛ تاکہ وہ زندگی کے نشیب وفراز میں شریک سفر رہے، اچھے دوست کے انتخاب کے طور طریقے بھی بہتر ہوتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کونسا ہم نشیں بہتر ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کے دیکھنے سے تم کو اللہ کی یاد آئے، جس کے بولنے سے تمہارے علم میں اضافہ ہو اور جس کے عمل سے آخرت کی یاد تازہ ہو، اس لیے کسی کو دوست بنانے سے پہلے غور کرلیا جائے کہ کس کو دوست بنا رہے ہیں، دور حاضر کی جو دوستیاں ہوتی ہیں، وہ اکثر خودغرضی اور مفاد پرستی کے لیے ہوتی ہیں، جو آگے چل کر نقصاندہ ثابت ہوتی ہے اور پھر شخصیتیں اور کردار دونوں داغدار ہونے لگتی ہے، اسی لیے حدیث پاک میں ایک زریں اصول بیان کیا گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے دوست سے دھیرے دھیرے محبت کرو، یعنی اعتدال سے کرو، کیوں کہ ہوسکتا ہے کہ تمہارا وہ دوست کسی دن تمہارا دشمن بن جائے اور مبغوض ہوجائے اور جس شخص سے تمہیں دشمنی اور بغض ہے، اس کے ساتھ بغض اور دشمنی بھی دھیرے دھیرے کرو، کیا پتہ کہ وہ دشمن کسی دن تمہارا محبوب دوست بن جائے۔ معلوم ہوا کہ اعتدال سے آگے نہیں بڑھنا چاہیے اور دوستی کو اللہ کی محبت کے تابع رہنا چاہیے، بسااوقات دوستی کے نتیجہ میں معصیت بھی ہوجاتی ہے کہ یہ دوست کی بات ہے، اس کا دل ٹوٹے گا، آپ دل کے ٹوٹنے کے نتیجہ میں شریعت کو توڑیں، اس کی اسلام نے ہرگز اجازت نہیں دی ہے، ایسی دوستی سے منع کیا گیا ہے، جس سے انسان حد سے گذر جائے، مذکورہ آیت کے شان نزول میں بعض سیرت نگاروں نے ایک واقعہ ذکر کیا کہ مکہ مکرمہ میں دو گہرے دوست تھے، ایک عقبہ بن ابی معیط اور دوسرے امیہ بن خلف، عقبہ کا معمول تھا کہ جب وہ کسی سفر سے گھر واپس ہوتے تو معززین شہر کو مدعو کرتے، ایک دفعہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دعوت دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سامنے ایک شرط رکھی کہ جب تم کلمہ شہادت پڑھوگے تو میں تمہارا کھانا کھاؤں گا، چنانچہ عقبہ نے اپنی ذلت کو بچانے کی خاطر کلمہ پڑھ لیا، یہ بات اس کے دوست امیہ کو ناگوار گذری اور اس نے غصہ میں آکر دوستی ختم کرلی، اب دونوں نے دوستی کی برقراری کے لیے امیہ کے اصرار پر عقبہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گستاخی کی اور تھوک دیا، (العیاذ باللہ) جس کی سزا یہ ملی کہ دونوں ہی غزوہ بدر میں ذلت کے ساتھ مارا گیا، آیت کا پس منظر جو بھی ہو؛ لیکن اس میں دوست کا نام بتائے بغیر اللہ نے فلاں کا لفظ استعمال کیا، جس سے اس کی عمومیت معلوم ہوتی ہے کہ ہر شخص کو دوست بنانے سے پہلے خوب غور وفکر کرلینا چاہیے؛ تاکہ آئندہ شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔

مہر کا شرعی حکم:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''خیر الصداق ایسرہ'' (بہترین مہر وہ ہے جو ہلکا پھلکا ہو۔) (ترمذی شریف)

وضاحت: نکاح کے نظم وضبط کو باقی رکھنے کے لیے شریعت نے شوہر پر بیوی کا ایک خاص مالی حق مقرر کیا ہے، جس کو اصطلاح شرع میں مہر کہا جاتا ہے، اس کا مقصد عورت کا اعزاز واکرام کرنا اور اس کی عفت وعصمت کو مرد کے لیے حلال کرنا ہے، اس مہر کو ادا کرنا واجب ہے، جس طرح تمام حقوق واجبہ کو خوش دلی کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے، اسی طرح مہر کو بھی سمجھنا چاہیے، البتہ مہر کے تعین میں مرد کی مالی حیثیت واستطاعت کو پیش نظر رکھنا چاہیے، تاکہ اس کی ادائیگی مرد کے لیے آسان ہو، نہ بہت زیادہ مہر متعین ہو کہ اس کو مرد کے لیے ادا کرنا دشوار ہوجائے اور نہ ہی اتنا معمولی مقرر ہو کہ عورت کی کوئی قدر وقیمت ہی نہ رہے، گویا مہر کے تعین میں اعتدال وتوازن کو برقرار رکھنا چاہیے، بس اتنا ہو کہ جس سے بیوی کا اعزاز واکرام بھی ہو اور وہ شوہر کی استطاعت سے باہر بھی نہ ہو اور بہتر یہ ہے کہ مہر سونے اور چاندی میں مقرر کیا جائے؛ کیوں کہ روپیوں اور سکوں کی قوت خریدار دن بدن گھٹتی رہتی ہے، اگر سونے چاندی میں مقرر کیا گیا تو ادائیگی کے وقت عورت کو کچھ مالی فائدہ پہونچ جائے گا، جس قدر ممکن ہو مہر جلد ادا کردینا چاہیے، اس میں ہرگز تساہلی وبے اعتنائی نہیں برتنی چاہیے، بہت سے لوگ اس کی ادائیگی کی نیت نہیں رکھتے ہیں اور اگر رکھتے ہیں تو ٹال مٹول سے کام لیتے ہیں، پھر جب بستر مرگ پر چلے جاتے ہیں تو اس وقت بیوی سے مہر بخشواتے ہیں، یہ طریقہ کسی بھی مہذب معاشرہ کے لیے ناپسندیدہ ہے۔

دوسری طرف ہماری بہنیں، بہو بیٹیاں اپنے شوہر سے مطالبہ کرتے ہوئے شرم وعار محسوس کرتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ مہر ایک فرضی کارروائی ہے، اس کی کوئی شرعی یا سماجی حیثیت نہیں ہے، یا اسی طرح اگر کوئی وفادار شوہر بغیر مطالبہ کے ادا کرنے کی پیش کرے تو جاہل عورتیں لینے سے انکار کردیتی ہیں اور سوچتی ہیں کہ اگر مہر کو قبول کرلیا تو وہ زندگی کے ساتھ بے وفائی کر بیٹھے گا، اسی طرح کا جاہلانہ تصور ذہن سے نکالنے کی ضرورت ہے، مہر اس کا قانونی وشرعی حق ہے، اس کو خوشدلی سے قبول کرنا چاہیے۔ ہاں اگر وہ خوش دلی سے معاف کردے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

محرم میں نفلی روزے رکھنا:

ماہ محرم الحرام میں نفلی روزے رکھنا کیسا ہے؟

الجـــــواب و باللّٰہ التـــــوفیق

مسلم شریف کی روایت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''رمضان کے روزے کے بعد سب سے افضل روزہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ محرم کا روزہ ہے۔ اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز رات کی نماز یعنی تہجد کی نماز ہے۔'' (صحیح مسلم جلد۱، صفحہ ۳۶۸؛ باب فضل صوم المحرم)

حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ رمضان المبارک کے بعد نفلی روزوں کے لیے افضل ترین مہینہ محرم الحرام کا مہینہ ہے، اس لیے اس میں روزہ رکھنا باعث سعادت وفضیلت ہے۔

عاشورہ کا روزہ:

عاشورہ کے روزے کی شرعی حیثیت اور فضیلت کیا ہے؟

الجـــــواب و باللّٰہ التـــــوفیق

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو آپ نے یہودیوں کو دیکھا کہ وہ عاشورہ کے دن روزہ رکھا کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تمہارے نزدیک اس دن کی کیا اہمیت ہے، کہ تم اس کا روزہ رکھتے ہو؟ یہودیوں نے کہا کہ یہ بڑی عظمت والا دن ہے، اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی اور فرعون اور اس کے لوگوں کو ڈبو دیا تھا، چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی شکرگذاری کے لیے اس دن کا روزہ رکھا اور اسی لیے ہم بھی اس دن کا روزہ رکھتے ہیں، یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہماری قربت تم سے زیادہ ہے، اور اس (روزہ رکھنے) کے ہم زیادہ حقدار ہیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی روزہ رکھا اور مسلمانوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔'' (صحیح البخاری جلد۱، صفحہ ۲۶۸؛ باب صیام یوم عاشوراء)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کے دن روزہ رکھا اور اس دن روزہ کا حکم کیا، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ دن تو ایسا ہے کہ اس کی تعظیم یہود ونصاریٰ کرتے ہیں، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگلے سال ان شاء اللہ نویں محرم کا بھی روزہ رکھوں گا، لیکن اگلے سال تک زندگی نے وفا نہیں کی اور اس سے پہلے ہی اللہ کو پیارے ہوگئے۔ (صحیح مسلم جلد۱، صفحہ ۳۵۹)

بخاری شریف کی روایت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو چاہے عاشورہ کا روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔ (صحیح البخاری جلد۱، صفحہ ۲۶۸)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا، ابتداءً دسویں محرم کا روزہ شروع ہوا پھر یہود ونصاریٰ کی مخالفت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ایک دن پہلے یعنی نویں محرم کے روزہ رکھنے کا ارادہ ظاہر فرمایا، لیکن زندگی نے وفا نہیں کی اور اگلا محرم آنے سے پہلے ہی اللہ کو پیارے ہوگئے۔

بہرحال ۹/۱۰/۱۱ر محرم کو روزہ رکھنا مستحب ہے اور حدیث پاک میں اس کی بڑی فضیلت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ عاشورہ کا روزہ رکھنے سے اس کے پہلے والے سال کے گناہوں کا کفارہ ہوجائے۔'' (صحیح مسلم جلد۱، صفحہ ۳۶۷)

محرم میں شہادت نامہ پڑھنا:

عاشورہ کے موقع پر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے متعلق واقعہ جو نظم میں ہے، جس کو شہادت نامہ کہا جاتا ہے، اس کو پڑھنا کیسا ہے؟ عام طور پر اس شہادت نامہ میں روایات یا واقعات اور بہت سی من گھڑنت باتیں بھی ہوتی ہیں؟

الجـــــواب و باللّٰہ التـــــوفیق

مذکورہ شہادت نامہ پڑھنا صحیح نہیں ہے، ملاحظہ ہو مولانا احمد رضا خان بریلوی کا فتویٰ:

شہادت نامے نظم یا نثر جو آج کل عوام میں رائج ہیں، اکثر روایات باطلہ و بے سروپا سے مملو اور اکاذیب موضوعہ پر مشتمل ہیں، ایسے بیان کا پڑھنا اور سننا؛ وہ شہادت نامہ ہو خواہ کچھ اور، مجلس میلاد مبارک میں ہو، خواہ کہیں اور، مطلقاً حرام و ناجائز ہے۔ خصوصا جب کہ وہ بیان ایسے خرافات کو متضمن ہو، جس سے عوام کے عقائد میں زلل آئے کہ پھر تو اور بھی زہر قاتل ہے، ایسے ہی وجوہ پر نظر فرما کر امام حجۃ اللہ محمد غزالی قدس سرہ وغیرہ ائمہ کرام نے حکم فرمایا کہ شہادت نامہ پڑھنا حرام ہے۔ یوں ہی جب کہ اس سے مقصود غم پروری و تصنع حزن ہو تو یہ نیت بھی شرعاً نامحمود، شرع مطہر نے غم میں صبر وتسلیم اور غم موجود کو حتی المقدور دل سے دور کرنے کا حکم دیا ہے، نہ کہ غم معدوم بتکلف وزور لانا، نہ کہ بتصنع وزور بنانا، نہ کہ اسے باعث قربت وثواب ٹھہرانا، یہ سب بدعات شنیعۂ روافض ہیں، جن سے سنی کو احتراز لازم ہے۔ عوام مجلس خواں اگرچہ بالفرض صرف روایات صحیحہ، بروجہ صحیح پڑھیں بھی تاہم جو ان کے حال سے آگاہ ہے، خوب جانتا ہے کہ ذکر شہادت شریف پڑھنے سے ان کا مطلب ہی بہ تصنع رونا، بہ تکلف رلانا اور اس رونے رلانے سے رنگ جمانا ہے، اس کی شناعت میں کیا شبہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد۹، صفحہ ۶۲، کتاب الحظ والاباحۃ)

rs\MD ASADULLAH\Downloads\17.09.2018 (1).inp 18-09-2018 17:35 PAGE 3 (1,1)

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب پھلواری شریف پٹنہ

پھــــلـــواری شـــــریف

جلد نمبر 56/66 شمارہ نمبر 36 مورخہ ۶ر محرم الحرام ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۷ر ستمبر ۲۰۱۸ء روز سوموار

کیرالہ ریلیف ورک

کیرالہ میں امارت شرعیہ نے عبوری راحت اور وقتی امداد کے حوالہ سے پہلی ٹیم نے اپنا کام مکمل کرلیا ہے، جن علاقوں تک ٹیم پہونچی، ان میں ارنا کولم، کالی کٹ، مالا پورم، ویناڈ، تریشوراوراڈ کی ضلع کے درجنوں قصبات، اور دیہات شامل ہیں، تباہی جتنی بڑی ہوئی ہے، اس کے پیش نظر مختلف تنظیموں کی جانب سے امداد وتعاون کا کام بڑے پیمانے پر کیا گیا اور اب بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔

اس تباہی کے جو اسباب بیان کیے جا رہے ہیں، ان میں مسلسل کئی دنوں تک لگا تار موسلا دھار بارش کا ہونا، زمین کا اپنی جگہ سے کھسک جانا اور پہاڑوں سے چٹانوں کا ٹوٹ ٹوٹ کر زمین پر آجانا شامل ہے، جن علاقوں میں یہ قیامت صغریٰ واقع ہوئی، ان علاقوں میں ایک بڑا سبب پانی کے دباؤ کو ڈیم سے دور کرنے کے لیے ان کے دہانوں کا کھول دینا بھی تھا، یہ پانی اپنے ساتھ مٹی بہا لے گیا اور جن گھروں سے گذرا وہاں ڈیڑھ سے دو فٹ مٹی گھروں میں چھوڑ گیا، پانی دو تین روز اور کہیں کہیں پانچ روز جما رہا، لیکن پانی اترنے کے بعد گھروں سے مٹی کی صفائی میں کئی ہفتے لگ گئے، یہ مٹی اس طرح جم گئی تھی کہ پانی سے ان کی تہوں کو توڑنے کے لئے مشینوں کا استعمال کیا گیا، پانی کے ریلے میں گھروں کے اثاثے بہہ گیے، جو بچ گئے وہ قابل استعمال نہیں رہے، اس طرح لوگ بے سروسامانی میں زندگی گذارنے پر مجبور ہوئے، اونچی جگہوں پر بنائے گئے کیمپوں نے ان کی مشکلات کو کم کیا، لیکن کیمپوں کی زندگی کی اپنی مشکلات تھیں، پانی کم ہونے کے بعد، غذائی اجناس گھر گھر پہونچا دیے گئے، لیکن پکانے اور صاف پانی رکھنے کے لیے برتن مہیا نہیں تھے، ان کی پسندیدہ غذا کی تیاری میں پسے ہوئے چاول وغیرہ کے لیے بھی انہیں پریشانیون کا سامنا تھا اور کھانا پکانے کے لیے کوکر وغیرہ کی ضرورت تھی، اس لیے امارت شرعیہ کی ٹیم نے ان سامانوں کی فراہمی کو اپنی ترجیحات میں شامل کیا اور لاکھوں روپے اس کام میں خرچ کیے۔

کیرالہ کے لوگوں کے زندگی گذارنے کا معیار اعلیٰ ہے، وہ کھانے پینے اور رہائش کے معیار کے ساتھ تعلیمی معیار پر بھی کافی خرچ کرتے ہیں، بلکہ واقعہ یہ ہے کہ وہ روٹی کپڑا اور مکان کے بجائے دوسروں سے مقابلہ تعلیمی میدان میں کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ وہاں ناخواندگی کا تناسب صفر کے درجے میں ہے، وہ بھی اعشاریہ کے بعد، اس کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ امارت شرعیہ کی ریلیف ٹیم کے ذریعہ جو سامان اور رقم دی گئی، اس کی وصولی پر عورت، مرد بچے سب نے برجستہ دستخط کیے، سینکڑوں لوگوں میں دو تین ہی ایسے ملے جن سے انگوٹھا لگوایا گیا، وہ بھی معذور تھے، پولیو کے شکار تھے۔

کیرالہ کی ایک خاص بات یہ بھی دیکھنے میں آئی کہ وہاں شمال کی ریاستوں کی طرح ہندو مسلم تفریق اور عدم رواداری کا ماحول نہیں ہے، یہاں سب شیر وشکر ہو کر رہتے ہیں، اگر کوئی ہندو ضرورت مند ہے تو اس کو وہاں کے مسلمان فہرست سازی میں خصوصی اہمیت دیتے نظر آئے، بلکہ کئی غیر مسلموں کے نام جڑوانے کے لیے انہوں نے سفارشیں کیں۔

ریلیف ورک کے دوران یہ بات بھی دیکھنے میں آئی کہ نقصان بتاتے ہوئے نہ تو مبالغہ سے کام لیا اور نہ ہی جھوٹ بولا، جس کا مکان پورا گر گیا تھا اسے پورا لکھوایا اور جن کے مکان کی بنیادیں سلامت تھیں اور ان پر نئی تعمیر کھڑی کی جا سکتی تھی، اس کا بھی برملا اظہار کیا، کئی جگہ ایسا بھی ہوا کہ سروے کے اعتبار سے جتنا سامان اس گاؤں میں لے جایا گیا تھا، وہ بعد میں آنے والے ضرورت مندوں کی وجہ سے ناکافی ہو گیا اور کئی کو نہیں مل سکا تو اس پر ایک لفظ بولنے اور ہنگامہ کھڑا کرنے کی ضرورت انہوں نے محسوس نہیں کی، انتہائی خاموشی کے ساتھ واپس ہو گیے، ہم لوگ جو ریلیف کا کام کرتے رہتے ہیں، انہیں اس طرز عمل سے کافی سکون محسوس ہوا، کیوں کہ ہمارا تجربہ تو ریلیف بانٹنے کے عمل میں پریشان حال لوگوں کی طرف سے شور وہنگامہ جھیلنے؛ بلکہ بعض جگہوں پر متاثرین کے ذریعہ سامان لوٹ لینے کا بھی رہا ہے۔

اس مصیبت کی گھڑی میں کیرالہ کے نوجوان، تنظیموں کے ذمہ دار نے اپنی ساری توانائی راحت رسانی میں لگادی، جو لوگ اس مصیبت سے محفوظ تھے، انہون نے امدادی کام سب سے پہلے شروع کیا، اور تو اور خود تبلیغی جماعت کے لوگوں کو دیکھا جو چھ باتوں سے آگے عموماً نہیں بڑھا کرتے، یہاں امداد وراحت رسانی کے کاموں میں پیش پیش تھے، مشورے، خصوصی ملاقاتیں اور تین دن کی جماعتوں کا رخ انہوں نے اس کام کی طرف کر دیا تھا، مشورے امداد اور راحت رسانی کے طریقوں پر ہو رہے تھے، خصوصی ملاقات میں متاثرین کو راحت پہونچایا جا رہا تھا اور تین دن کی جماعتیں لوگوں کے گھروں سے مٹی کے تودے ہٹانے میں لگی ہوئی تھیں، تبلیغی جماعت کے ذریعہ خدمت خلق کو ترجیحی انداز میں دیکھ کر یک گونہ مسرت اور حیرت انگیز تعجب بھی ہوا۔

ہمارا جانا ان علاقوں میں بھی ہوا، جہاں پانی کے ریلے اور زمین کھسکنے کی وجہ سے مکانات بہہ گئے تھے اور لوگوں کی جان کا ضیاع ہوا تھا، ان کے پاس مکان بنانے کے لیے زمین بھی نہیں بچی تھی، وہ حالات سناتے تھے، لیکن حالات کا رونا نہیں روتے اور شکوہ کناں نظر نہیں آتے تھے۔

حکومت کے کاموں کی چابک دستی بھی قابل تعریف تھی، بجلی اور ٹوٹی ہوئی سڑکوں کی مرمت کے لیے جس تن دہی اور عجلت سے وہاں کی مارکسی حکومت نے کام کیا اور جتنی جلدی بجلی کے نظام کو درست اور بحال کر کے اندھیرا دور کیا گیا اور تودوں کی صفائی کر کے سڑکوں کو نقل وحمل کے کام کا بنا دیا، اس عجلت کی مثالیں حکومتی سطح پر ہندوستان کے شمالی حصے میں دیکھنے کو نہیں ملتیں۔

کیرالہ میں سب سے بڑا کام، اب ان لوگوں کو گھر فراہم کرنا ہے جو بے گھر ہو گئے ہیں، سرکار نے اس سلسلہ میں اعلان کیا بھی ہے، لیکن اس کام کو شروع کرنے میں مہینوں لگنے کا امکان ہے، عمومی طور پر کیرالہ میں زندگی معمول پر آ رہی ہے، بازاروں کی رونق بحال ہوگئی ہے اور مزدوروں کو کام ملنے لگا ہے، ان کے اندر وہ خود اعتمادی بھی لوٹ آئی ہے جس کے لیے کیرالہ مشہور رہے۔

امارت شرعیہ نے مختلف علاقوں میں پچاس ایسے لوگوں کا سروے کیا ہے، جن کے مکانات کی تعمیر کی جانی چاہیے ایک نقشہ بھی کیرالہ ہی میں بنوایا گیا، جس کا تخمینہ ایک مکان پر چار سے پانچ لاکھ روپے کا صرفہ کا ہے، فوری طور پر یہ ممکن نہیں تھا اس لیے ان کی جزوی امداد معقول رقم کے ذریعہ کی گئی۔ بڑوں کے مشورے کے بعد ممکن ہے دوسری ٹیم جلد ہی وہاں جائیں۔

کیرالہ کو اس وقت جس مصیبت کا سامنا ہے، ان میں پانی بھرنے کی وجہ سے کیلے کی لگی لگائی کھیتی کا ختم ہو جانا اور ان کا سوکھ جانا ہے، کاشت کی زمینوں پر مٹی کی موٹی پرتوں کے جم جانے کی وجہ سے کاشتکاروں کو خاصی پریشانیوں کا سامنا ہے، وہاں ربڑ کے پیڑ تو سلامت ہیں، ناریل اور سپاری کے درختوں کو بھی نقصان نہیں پہونچا ہے، لیکن گرم مسالے کی کھیتی خصوصاً گول مرچ وغیرہ کی لتوں کو جو نقصان ہوا ہے، اس سے ان کی معیشت کو ابھی ابھرنے میں وقت لگے گا۔

کیرالہ کو اس قسم کے حالات کا تاریخ میں دوسری بار سامنا کرنا پڑا ہے، ان کی پریشانیاں اس لیے زیادہ ہیں کہ وہ ان حالات کے عادی نہیں ہیں، جبکہ شمالی بہار کے لوگ اس قسم کے حالات سے ہر سال دو چار ہوتے ہیں، اس لیے وہ اس کے لیے تیار رہتے ہیں۔

انوکھا فیصلہ

6 ستمبر کو ملک کی سب سے بڑی عدالت نے ایک ایسا چونکا دینے والا فیصلہ صادر کیا، جس نے ہندوستانی سماج کے ہر مہذب آدمی کے سر کو شرم سے جھکا دیا، سپریم کورٹ کی ۵ر آئینی بنچ نے ایک غیر منطقی فیصلہ میں دو بالغوں کے درمیان باہمی رضامندی سے ہم جنس پرستی کو جرم کے دائرے سے باہر نکال دیا اور 158 سال پرانی تعزیرات ہند کی دفعہ 377 کو مسترد کرتے ہوئے اس کو غیر اصولی قرار دیا، جس کے تحت باہمی رضامندی سے بھی غیر فطری جنسی تعلقات جرم تھا، عدالت نے یہ فیصلہ سیف ریتو ڈالمیا، کیشو سوری اور کاروباری عائشہ کپور کی رٹ پٹیشن پر سنایا، جس میں ان لوگوں نے دفعہ 377 کی قانونی حیثیت کو چیلنج کیا اور عدالت سے درخواست کی کہ باہمی جنسی تلذذ کو جرم کے زمرے سے باہر رکھا جائے، ان فاضل ججوں نے استغاثہ کے وکیلوں کے دلائل کو سننے کے بعد کہا کہ کسی فرد کا جنسی رجحان اس کا انفرادی اور فطری معاملہ ہے اور جنسی رجحان کی بنیاد پر کسی سے تفریق برتنا اس شخص کی آزادی کی خلاف ورزی ہے، بعض ججوں نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ ہمیں پرانی روایات اور سماجی نظریے کو تبدیل کرنا ہوگا؛ تاکہ سب کو برابری کا یکساں حق مل سکے، جس کی ملک کے دستور میں ضمانت دی گئی ہے، عدالت عظمی کو اس پہلو پر غور بھی کرنا چاہیے کہ جب ہائی کورٹ نے 2009 میں اس کو جرم ٹھہرایا تھا اور یہی معاملہ سپریم کورٹ میں گیا تو اس نے 2013 میں کالعدم قرار دیا، پھر کیا ہوا کہ عدالت نے فیصلہ کو الٹ دیا، اس فیصلہ نے ہندوستانی معاشرے کے 99 فیصد طبقہ کو بے چین کر رکھا ہے، محض ایک فیصد آزاد خیال کی رائے کو 99 فیصد پر نہیں تھوپا جا سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ فیصلہ ان لوگوں کے لئے قابل اطمینان ہو جو اپنی بیویوں سے تسکین حاصل نہیں کرتے اور فطرت کے خلاف بغاوت کرتے ہوئے ناقابل تصور عمل میں مشغول ہو کر ہوس وخواہش بیجا کے غلام بنے ہوئے ہیں، لیکن ان کے لئے شرمناک ہے جو قانون فطرت کے پابند ہیں، وہ اس کو برداشت نہیں کریں گے۔

اس فیصلہ سے سماجی زندگی میں ابھرنے والے بھیانک نتائج پر بھی غور کرنا چاہیے، ماہرین اطبا کی تحقیق کے مطابق دنیا میں ایڈز کی مہلک بیماری ہم جنسی سے جنم لیتی ہے، اسی لیے مغربی معاشرے میں یہ مرض وبا کی شکل اختیار کر چکا ہے، دوسرے یہ کہ جس طرح دو مخالف جنسوں میں شادیاں ہوتی ہیں، ایسا نہ ہو کہ ہم جنسوں میں بھی شادیاں ہونے لگیں، جس سے شریفانہ حد فاصل تو ٹوٹیں گے ہی، خاندان معدوم اور رشتے مفقود ہو جائیں گے اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ جو قومیں فطرت سے بغاوت کر کے اس گھناؤنے عمل کی مرتکب ہوتی ہیں، اس کی تباہی وبربادی لازمی ہے، قوم لوط کی تباہی اسی گندی عادت اور خبیث عمل سے ہوئی کہ اللہ نے اوپر سے پتھر کی بارش برسائی اور نیچے سے زمین کو جبریل امین نے اٹھا کر اوندھا پلٹ دیا، اللہ نے سامان عبرت کے لیے اس جگہ کو آج بھی محفوظ کر دیا، جو اس وقت بیت القدس اور بحر اردن کے درمیان بحر لوط یا بحر میت کے نام سے موسوم ہے، جہاں کوئی جاندار مچھلی، مینڈک وغیرہ زندہ نہیں رہ سکتا، یہی وجہ ہے ہر مذاہب وادیان کے پیشواؤں نے اس فیصلہ کے خلاف صدائے احتجاج بلند کیا اور اس کو مذہبی تقدس کے ساتھ مہذب معاشرے کے لیے ناسور تصور کیا، اس لیے عدالت عظمی کو اپنے فیصلہ پر دوبارہ غور کرنا چاہیے؛ تاکہ معاشرہ میں جنسی جرائم اور تشدد کو روکا جا سکے۔ یہ کسی ایک فرد کا معاملہ نہیں بلکہ پورے معاشرے اور سوسائٹی کا ہے جس کی حفاظت وصیانت کی ذمہ داری ہر شخص پر ہونی چاہئے۔

ماہ محرم اور عاشوراء کی فضیلت واہمیت

:مولانا نورالحق رحمانی، استاد المعہد العالی امارت شرعیہ

محرم الحرام کا مہینہ اسلامی کیلنڈر اور ہجری کلنڈر کا پہلا مہینہ ہے، جس سے قمری سال کا آغاز ہوتا ہے، یہ مہینہ بڑا ہی بابرکت اور تاریخی عظمت کا حامل ہے، یہ حرمت والے چار مہینوں میں سے ایک ہے، جس کا ذکر قرآن کریم کی سورہ توبہ آیت: ۳۶ میں آیا ہے۔

حدیث شریف میں ہے: السنة اثنا عشر شهرا منها أربعة حرم، ثلاثة متواليات ذوالقعدة، وذوالحجة والمحرم ورجب مضر الذى بين جمادى وشعبان. (بخاری، کتاب التفسیر) (سال کے بارہ مہینے ہیں، جن میں چار حرمت والے ہیں، تین مہینے پے درپے ہیں اور وہ ذی القعدہ، ذی الحجہ اور محرم ہیں اور چوتھا مہینہ رجب ہے، جو جمادی الاخری اور شعبان کے درمیان ہے۔)

زمانہ جاہلیت میں بھی لوگ ان مہینوں کا احترام کرتے تھے اور ان میں لڑائی جھگڑے سے پرہیز کرتے تھے، اسلام نے بھی ان کی عظمت وتقدس کو برقرار رکھا اور ان میں ظلم وزیادتی اور گناہ کرنے سے منع کیا، ظلم وستم اور فسق وفجور تو سال بھر ممنوع اور حرام ہے؛ لیکن ان مہینوں میں ان کی قباحت وشناعت بڑھ جاتی ہے۔ پھر محرم کی دسویں تاریخ کو یوم عاشوراء ہے، جس کا روزہ رکھنا مسنون ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے اس دن کا روزہ رکھا ہے اور حدیث میں اس روزے کی یہ فضیلت بیان کی گئی ہے کہ وہ پچھلے ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے: يكفر السنة الماضية. (مسلم، حدیث نمبر: ۱۱۶۲)

بخاری کی روایت میں مزید تفصیل ہے اور اس میں اس دن کے روزے کی مشروعیت کی وجہ اور حکمت بھی بیان کی گئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو یہودیوں کو دیکھا کہ وہ عاشوراء کے دن کا روزہ رکھتے ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کیسا روزہ ہے؟ ان لوگوں نے بتلایا کہ یہ ایک صالح دن ہے، یہ وہ مبارک دن ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن (فرعون اور اس کی قوم) سے نجات دی تو (اسی خوشی میں) موسیٰ علیہ السلام نے اس دن کا روزہ رکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تو میں تمہارے مقابلے میں موسیٰ علیہ السلام کی پیروی کا زیادہ حق رکھتا ہوں، چنانچہ آپ نے اس دن کا روزہ رکھا اور صحابہ کرام کو بھی اس کا حکم دیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قوم یہود کے لیے عاشوراء کا دن عید کا دن تھا اور اس دن شکرانے میں روزہ رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے دشمن فرعون اور اس کی قوم سے نجات دیا اور دشمنوں کا بیڑا غرق کیا۔ بخاری شریف ہی کی ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ قریش زمانہ جاہلیت میں بھی عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے۔ عن عائشة قالت: كان يوم عاشوراء تصومه قريش فى الجاهلية وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصومه فلما قدم المدينة صامه وأمر بصيامه فلما فرض رمضان ترك يوم عاشوراء فمن شاء صامه ومن شاء تركه. (بخاری، کتاب الصوم، حدیث نمبر: ۱۸۷۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ قریش کے لوگ زمانہ جاہلیت میں عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس دن روزہ رکھتے تھے، جب آپ ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو آپ نے اس کا روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا، پھر جب رمضان کا روزہ فرض ہوا، تو عاشوراء کے دن کا روزہ ترک فرمادیا، (یعنی رمضان کے روزے کی فرضیت کے بعد اب عاشوراء کے روزے کی فرضیت منسوخ ہوگئی تو اب جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے اسے چھوڑ دے، یعنی یہ روزہ اب اختیاری ہے، ضروری نہیں۔

اس سے پتہ چلا کہ رمضان سے قبل عاشوراء کا روزہ فرض تھا، اب فرض نہیں ہے، لیکن سنت ہے اور اس کی برکت سے گذشتہ سال کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ مسند احمد وطبرانی وغیرہ کی روایت میں دسویں محرم یوم عاشوراء کی کچھ اور بھی فضیلت منقول ہے؛ یعنی یہ کہ اسی دن حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر لنگر انداز ہوئی تو حضرت نوح علیہ السلام نے شکر کے طور پر اس دن کا روزہ رکھا، ایک روایت میں ہے کہ اسی دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کی اور یونس علیہ السلام کے شہر والوں کی توبہ اسی دن قبول ہوئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش اسی دن ہوئی؛ لیکن محدثین کرام نے ان احادیث کو سند کے لحاظ سے ضعیف اور ان کے راویوں کو ضعیف، مجہول اور متروک کہا ہے۔ بہر حال یہ باتیں پایہ سند کو نہیں پہنچتی ہیں، امکان کے درجہ میں ہیں، لیکن بخاری ومسلم کی احادیث سے موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کا فرعون اور اس کی قوم سے نجات پانا اور شکرانے میں اس کا روزہ رکھنا ثابت ہے۔

اتفاق سے اسی دن نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا المناک حادثہ پیش آیا، جس کا درد ہر مومن اپنے دل میں محسوس کرتا ہے؛ لیکن اس کی وجہ سے وہ نوحہ اور ماتم کا دن نہیں ہوسکتا، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے اور اسے زمانہ جاہلیت کا عمل قرار دیا ہے۔ ارشاد نبوی ہے: وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے، جو رخساروں پر طمانچہ مارے، گریبانوں کو پھاڑے اور جاہلیت کی پکار پکارے۔

ایک دوسری روایت میں ہے: اربع فى أمتى من أمر الجاهلية لا يتركونهن: الفخر فى الأحساب، والطعن فى الأنساب والاستسقا بالنجوم والنياحة وقال: النائحة إذا لم تتب قبل موتها تقام يوم القيامة عليها سربال من قطران ودرع من جرب. (مسلم، کتاب الجنائز، حدیث نمبر: ۹۳۴) (میری امت میں جاہلیت کے چار کام ایسے ہیں، جنہیں امت نہیں چھوڑے گی، حسب پر فخر کرنا، لوگوں کے نسب پر طعن وتشنیع کرنا، ستاروں کے ذریعہ بارش طلب کرنا (اور قسمت کے احوال معلوم کرنا) اور نوحہ کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نوحہ کرنے والی عورت اگر موت سے پہلے توبہ نہ کرلے تو وہ قیامت کے دن اس حال میں اٹھائی جائے گی کہ اس پر تارکول کا کرتا ہوگا اور خارش کی بیماری کا لباس اس پر ہوگا۔ (بقیہ صفحہ ۱۰ پر)

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں

تصوف کا اجمالی جائزہ

: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

تصوف میرے نزدیک خود شناسی، خداشناشی اور معرفت الٰہی کا نام ہے، خدا کا حاضر وناظر ہونا صرف لفظ تک محدود نہ رہے، دل ودماغ، ادراک ووجدان تک سماجائے تو آدمی صوفی ہوجاتا ہے، زندگی کے ہر کام اور ہر مرحلہ میں وہ خدا کو اس طرح قریب پاتا ہے، گویا وہ خدا کو دیکھ رہا ہے، اور اگر یہ مقام نصیب نہیں ہوپاتا تو کم از کم اس بات کا یقین ہوجائے کہ خدا ہم کو دیکھ رہا ہے، اسلام میں اس کو ''احسان'' سے تعبیر کیا گیا ہے، عجمیوں کے یہاں آکر یہی چیز اصلا تصوف کہلانے لگی، مشہور حدیث جبرئیل میں احسان کے بارے میں جب حضرت جبرئیل نے دریافت کیا تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: كن تعبد الله كانك يراه فان لم تكن تراه فانه يراك اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو، یہ کیفیت نہ پیدا ہو تو یہ جانو کہ اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے، اللہ رب العزت کے دربار میں اس قدر حضوری سے دل کی دنیا بدل جاتی ہے اور اللہ کی موجودگی کا احساس اعمال سیٔات سے روک دیتا ہے، تصوف کے مختلف سلاسل میں مرحلہ وار جو ریاضتیں کرائی جاتی ہیں، اس کا حاصل یہی ہے، بقیہ تصوف کے فوائد کے احساس کے باوجود اس حقیقت کو تسلیم کرنا چاہئے کہ دنیا کے بیشتر ممالک میں تصوف اپنی اصلی حالت میں باقی نہیں ہے، اور یہ فلسفیانہ موشگافیوں کے نتیجے میں چند رسومات کا مجموعہ بن کر رہ گیا ہے، اہل دل اب بھی ہیں، دوائے دل کی دکانیں بھی موجود ہیں ضرورت تلاش وجستجو کی ہے، صحیح لوگوں تک پہونچنے کی ہے، کیوں کہ اللہ نے ہمیں سچوں کے ساتھ رہنے کا حکم دیا ہے اور حقیقتاً جو اللہ کا ولی ہے، اس سے زیادہ سچا کون ہوسکتا ہے۔ يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ. اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کی صحبت اختیار کرو۔

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کبھی سچوں سے خالی نہیں ہوگی، کیوں کہ قرآن کریم ہمیشہ ہمیش کے لیے ہے اور سچوں کی صحبت کا حکم بھی مہہ وسال کے ساتھ مقید نہیں ہے۔

رہ گیے رسومات، اوہام وخرافات تو اس سے بچنے کی ضرورت ہے، شریعت اصل ہے اور شریعت کے خلاف اگر کہیں کوئی عمل ہے تو ہمیں اس سے اپنی براءت کا اظہار کرنا چاہیے۔ اسی طرح ان فلسفیانہ بحثوں میں بھی نہیں پڑنا چاہئے، جن کا حاصل سوائے بحث وتمحیص کے کچھ نہیں، یاروں نے اس مسئلہ پر بہت داد تحقیق دیا ہے اور ایک بڑی لائبری اس حوالہ سے تیار ہوگئی ہے، وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود؛ بلکہ وجودیت کی بحثوں کو بھی میں اسی خانے میں ڈالتا ہوں، دراصل یہ سارا معاملہ احساس وادراک سے جڑا ہوا ہے، اللہ کے وجود کا احساس اور اس کے شہہ رگ سے قریب ہونے کے ادراک کے جو مختلف مراحل ہیں، ان مراحل میں کسی نے وحدۃ الوجود کو اصل مانا اور کسی نے وحدۃ الشہود کو، غالب نے شاہد ومشہود دونوں کو ایک مان کر اپنے ادراک کا اعلان کیا۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر آدمی اس ادراک کا ساتھ دے اور ان غیر ضروری بحثوں میں پڑ کر اپنے کو صوفی ثابت کرے، اصل چیز شریعت ہے، اور شریعت میں تصوف کی اصل ''احسان'' ہے، جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

اس کے باوجود اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اسکی فنی حیثیت قربت خداوندی کے حصول کی غرض اور اس کے مراحل جو ریاضت ومجاہدہ سے حاصل کیے جاتے ہیں، ان میں ایک خاص قسم کی کشش پائی جاتی ہے، جو انسان کو دنیا ومافیہا سے بے نیاز کردیتی ہے اور انسان ان مراحل کی تکمیل پر قربت خداوندی کو پالیتا ہے، اور جو اللہ کا ہوجاتا ہے اللہ اس کا ہوجاتا ہے، من کان للہ کان اللہ لہ، اس منزل میں جا کر انسان کے سارے کام مرضیات الٰہی کے اس قدر تابع ہوجاتے ہیں گویا وہ اللہ کی ''آنکھ'' سے دیکھتا ہے اور اللہ کے ''ید'' سے کام کرتا ہے، اللہ کے لئے آنکھ اور ید خود ہی متشابہات میں سے ہے، اس پر بحث شروع کردی جائے تو بات لمبی ہوجائے گی۔

یہ لمبی تمہید صرف یہ بتانے کے لئے قائم کی گئی ہے کہ ہمارے دوست ڈاکٹر مولانا محمد عالم قاسمی امام مسجد دریاپور سبزی باغ پٹنہ نے اپنی آنے والی کتاب میں ''تصوف کا ایک اجمالی جائزہ'' لیا ہے، انہوں نے بات تصوف کی تعریف، غرض وغایت اور مقصد سے شروع کی ہے، اور تصوف کی تاریخ پر اجمالا روشنی ڈالی ہے، تصوف اور روحانیت کے نقطۂ اشتراک اور نقطہ اختلاف کا بھی ذکر کیا ہے، ہندوستان میں تصوف وروحانیت کی روایت اور اس حوالہ سے مختلف سلاسل طریقت پر تفصیلی کلام کیا ہے جو رطب ویابس سے پاک ہے، صوفیاء کے طبقات کے ذکر کے بعد انہوں نے اس سلسلے کے مشہور مشائخ کے حالات زندگی اور ان کی خدمات کو بھی ضبط تحریر میں لادیا ہے؛ تاکہ بندگان خدا کو راہ راست پر لانے اور انہیں معرفت خداوندی کے مراحل سے گذارنے اور اس راہ کی دشواریوں کا علم بھی علی وجہ البصیرت قارئین کو ہوجائے۔ اس کو مدلل اور مبرہن کرنے کے لیے حضرت مخدوم شرف الدین یحییٰ منیریؒ کے کئی خطوط کا ترجمہ بھی اس کتاب کا حصہ ہے؛ تاکہ شریعت وطریقت کو الگ دکھا کر ان دنوں جو بے راہ روی کا بازار گرم ہے، اس کی حقیقت کو واشگاف کیا جاسکے۔ اس اجمالی کتاب میں عرس کے تصور، مجلس سماع، اسلامی تصوف میں الوان، لطائف عشرہ، اقسام ولایت اور تصوف کے عملی پہلو وغیرہ بھی زیر بحث آئے ہیں، جو اس راہ کے راہ رووں کے لئے خاص طور پر مفید اور کار آمد ہیں۔

میں مولانا موصوف کو اس اہم تالیف پر مبارکباد دیتا ہوں، ہم جیسے اس فن کے ناواقف قاری کے لئے اس کتاب میں سارے مباحث کا سمجھنا آسان نہیں ہے، الوان وغیرہ کی بحث تو سر کے اوپر سے ہی گذر جاتی ہے، لیکن ہمارے دوست مولانا محمد عالم قاسمی چھپے رستم نکلے، انہوں نے ان مباحث کو پڑھا، سمجھا، زندگی میں برتا اور کتابی شکل میں مرتب کردیا اور ہم جیسے غافلین کے لیے تنبیہ کا اچھا خاصہ سامان فراہم کردیا، اللہ مولانا کو جزاء خیر دے اور اس کتاب کو قبول عام وتام سے نوازے، ہوسکتا ہے اس کتاب کے مندرجات تک رسائی کے لیے آپ کو کچھ دن انتظار کرنا پڑے، لیکن انتظار کا اپنا مزہ ہے۔ کتاب کے شروع میں پروفیسر عبدالمنان طرزی کے سدابہار اور جادو نگار قلم سے مصنف کا سوانحی خاکہ اور مولانا ڈاکٹر عبدالودود قاسمی کی ایک نظم بھی شامل کتاب ہے، اپنی بات اور کتاب مقدمہ بھی پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

MD ASADULLAH\Downloads\17.09.2018 (1).inp 18-09-2018 17:35 PAGE 5 (1,1)

تلک جہیز اور مہر

مولانا انیس الرحمٰن قاسمی، ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ

اسلام میں تلک وجہیز کا تصور قرون اولیٰ میں نہیں تھا،ان کے یہاں مہر کے ذریعہ شادی بیاہ کا تصور تھا، تلک وجہیز کا تصور ہندوستانی معاشرہ میں پھیلی ہوئی رسم ورواج کے ضمن میں درآئی ہے۔اسلامی معاشرہ کو حکم دیا گیا ہے کہ ’’اور حلال ہیں تم کو، سب عورتیں، ان کے سوا، (یعنی محرمات کے علاوہ) بشرطیکہ طلب کروان کو، اپنے مال کے بدلے‘‘۔(سورۃ النساء:۲۴)

آج ہمارا معارہ جس طرح بگاڑ کا شکار ہے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستہ سے الگ ہورہا ہے، یہ سب سے بڑا فتنہ ہے، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مال ودولت کی حرص نے اللہ کا خوف دل سے نکال دیا ہے، معاشرہ میں لڑکوں کی خرید وفروخت کا رواج بڑھ رہا ہے، داماد کی تلاش میں لڑکی والے تھیلوں میں روپئے لیے گھومتے ہیں، بارات لے جانے کے لیے بس کا کرایہ، بارات کے ٹھہرنے کا بہتر انتظام، کھانے پینے کا عمدہ نظم ونسق کی شرط ہمارے معاشرہ کی عام بات ہوگئی ہے، نقد رقوم کا مطالبہ بھی اب شادی بیاہ کا لازمی حصہ بنتا جارہا ہے، اصطلاح شریعت میں جہیز کا لفظ جب بولا جاتا ہے تو اس سے دلہن کی آرائش وزیبائش کی چیزیں مراد ہوتی ہیں، زمانہ رسالت میں بناؤ سنگھار کے ساتھ دلہن کی رخصتی کو تجہیز سے تعبیر کیا جاتا تھا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح کیا، اسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے اپنی بیٹیوں کا نکاح کیا، مگر جہیز نہیں دیا؛ بلکہ صرف بناؤ سنگھار کے ساتھ رخصت کردیا۔

روایات میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی اور جہیز کا واقعہ اس طرح آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ آئے تو ہجرت کے دوسرے سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کے کئی پیغام آئے؛ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں منظور نہیں فرمایا، ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ وہ اپنے نکاح کا پیغام دیں، اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر اکیس (۲۱) سال تھی اور وہ کنوارے تھے، مگر ان کو یہ بات عجیب معلوم ہوئی کہ ان جیسا فقیر حال شخص حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جیسی بلند مرتبت خاتون کے لیے نکاح کا پیغام دے؛ اس لیے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرے پاس تو کچھ نہیں ہے (یعنی مہر ادا کرنے کے لیے بھی نہیں ہے)، صرف ایک تلوار، ایک زرہ اور ایک سواری (اونٹ) ہے‘‘۔(کنز العمال:۶/۳۹۳)

مگر پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت اور حسن سلوک کا خیال کرکے جھجکتے اور شرماتے ہوئے خدمت میں گئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے پیغام پیش کیا، جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باذن الٰہی قبول فرمالیا، پھر اس کے بعد ایک دن اپنے خادم خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا کہ اے انس! جاؤ اور ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، عبدالرحمٰنؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، طلحہؓ، زبیرؓ اور چند انصار کو بلالاؤ، چناں چہ وہ گئے اور ان حضرات کو بلا کر لائے، جب سب لوگ آکر بیٹھ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کا خطبہ دیا اور چار سو مثقال چاندی (ایک سو اٹیس تولہ تین ماشہ) مہر مقرر کرکے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کردیا اور حاضرین میں چھوارے تقسیم کردیئے گئے۔(مرقاۃ المصابیح:۴/۵۷۵)

اس وقت مسجد نبوی کے ارد گرد ازواج مطہرات کے مکانات بن گئے تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مکان بھی مسجد سے ملا ہوا تھا اور اس کا دروازہ مسجد کے صحن کی طرف کھلتا تھا، نکاح کے کچھ روز بعد جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی چاہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مہر میں کچھ دو، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرے پاس تو کچھ نہیں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری حطمی زرہ کہاں ہے؟ حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ میرے پاس ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے ہی دے دو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت علیؓ نے وہ زرہ فروخت کی اور اس کی رقم لا کر آپ کے سامنے رکھ دی، جس میں سے کچھ رقم آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دی کہ خوشبو وغیرہ سنگھار کے سامان خرید کرلائیں اور باقی سے جہیز کے سامان تیار کرائے، جن میں بستر، چمڑے کا تکیہ، بان کی چارپائی، دو گھڑے، ایک مشکیزہ اور چکی کے دو پاٹ تھے، پھر ان سامان جہیز کے ساتھ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ام ایمنؓ کے ہمراہ حضرت علیؓ کے گھر رخصت کردیا۔(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ، ذکر تزویج علی بفاطمۃ:۲/۳۵۷۔۳۶۷، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ان چیزوں کا جہیز میں دیا جانا ضرورت کی بنا پر تھا اور حضرت علیؓ کے دیئے مال مہر سے ہی دیا گیا تھا، لڑکی والوں سے جہیز کا مطالبہ پہلے مروج نہیں تھا، جیسا کہ مذکورہ روایات سے معلوم ہوتا ہے، ایک زمانہ میں ہندوستان کے مسلم علاقوں میں یہ رواج تھا کہ شوہر نکاح سے پہلے ایک بڑی رقم دلہن کے گھر بھیجتا تھا؛ تاکہ دلہن کے والدین اس رقم سے جہیز کا سامان خرید کر رخصتی کے وقت دلہن کے ساتھ دیں؛ لیکن اب صورتحال یہ ہوگئی ہے کہ لڑکے والے روپئے نہ بھیج کر جہیز کے نام پر سسرال سے نہ صرف یہ کہ کپڑے، فرنیچر، ٹی وی، گاڑی وغیرہ لیتا ہے؛ بلکہ تلک کی شکل میں مکان، زمین، بارات کا کرایہ مستقل طور پر لیتا ہے، جو جائز نہیں ہے۔

اللہ رب العزت نے عورت، یا اس کے ولی پر نکاح کے بارے میں کسی طرح کا مالی بوجھ نہیں رکھا ہے؛ بلکہ عورت کو مطلوب اور مرد کو طالب بنا کر مرد پر عورت کے لیے مہر دینا فرض قرار دیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿وَاُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ﴾ (سورۃ النساء:۲۴) (اور حلال ہیں تم کو، سب عورتیں، ان کے سوا، بشرطیکہ تلاش کروان کو، اپنے مال کے بدلے) (بقیہ صفحہ ۱۱ ر پر)

ملک میں ایمرجنسی جیسے حالات

نایاب حسن

دنیا کا سب سے بڑا جمہوری ملک ہندوستان خوف، اندیشوں، وحشتوں اور دہشتوں کی آماجگاہ بنتا جارہا ہے، یہاں اندرا گاندھی کے دور کی ایمرجنسی کو بار بار دُہرایا جاتا اور اس زمانے کی اَنہونیوں کا مسلسل ذکر ہوتا رہتا ہے، مگر افسوس کہ وہ ایمرجنسی تو اعلانیہ تھی اور لوگوں کو اس کے مالہ وماعلیہ کے بارے میں بھی معلوم تھا، مگر ابھی جو اس ملک میں ایمرجنسی لگی ہوئی ہے، وہ غیر اعلانیہ ہے اور یقیناً یہ ایمرجنسی اُس سے کہیں زیادہ خطرناک اور نتائج کے اعتبار سے ہلاکت ناک ہے، جمہوریت بنیادی طور پر ہر قسم کی شخصی واجتماعی آزادی سے عبارت ہوتی ہے، مگر فی الحال ہندوستانی جمہوریت کے مشتملات وحدود میں پوری طرح ترمیم وتنسیخ کا عمل جاری ہے، ہندوستانی جمہوریت کا سانچا اور ڈھانچا اس وقت اِس ملک کی حکمراں جماعت تیار کررہی ہے اور اسے ہی تمام شہریوں کو ماننا اور اس پر عمل کرنا ہوگا؛ چنانچہ کھانے پینے، پہننے سے لے کر بولنے اور اظہارِ خیال تک کے معاملوں میں عام ہندوستانی آزاد نہیں ہے، اسے انہی حدود پر عمل کرنا ہے، جو حکومت، حکمراں جماعت یا اس کے ہم خیال شدت پسند وتنگ نظر مذہبی وثقافتی گروہ طے کررہے ہیں، مظلوم کے حق کے لیے، اس کی عزتِ نفس کے لیے آواز بلند کرنا بھی جرم ہے؛ بلکہ اس وقت تو اس ملک میں اقلیتی طبقے سے تعلق رکھنا، غریب ہونا، پسماندہ ہونا، دلت ہونا بھی جرم ہی مان لیا گیا ہے اور جہاں ان تمام طبقات کے ساتھ مجرموں والا برتاؤ کیا جاتا، انھیں جہاں تہاں ذلیل کیا جاتا اور مار دیا جاتا ہے، وہیں ایسے لوگوں کو انصاف دلانے کے لیے اٹھنے والے گنے چنے لوگوں کو بھی سرکاری ایجنسیاں، پولیس محکمہ اور تفتیشی ادارے ہٹ لسٹ میں شامل کرلیتے ہیں، گویا پورے ملک میں آمریت کھل کر کھیل رہی ہے، موجودہ سرکار کے ابتدائی دنوں میں شروع ہونے والے ماب لنچنگ کے غیر منتہی سلسلے سے لے کر حالیہ دنوں میں میڈیا کے سربرآوردہ افراد کی زباں بندی تک کے واقعات اس کی بین شہادتیں ہیں، درمیان میں نوٹ بندی، جی ایس ٹی، رافیل ڈیل میں کی جانے والی من مانیاں اور سرکار کی دیگر آمرانہ کارروائیاں بھی اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔

گزشتہ 28 اگست کو حیدرآباد، ممبئی، دہلی اور فریدآباد وغیرہ میں کم از کم دس دانشوروں، سماجی وقانونی کارکنان اور حقوقِ انسانی کے لیے سرگرم افراد کے گھروں پر مہاراشٹر پولیس کے ذریعے چھاپے مارے گئے، ان کے لیپ ٹاپ، فون اور دیگر الیکٹرانک ڈیوائسز ضبط کیے گئے اور 2017ء کے دسمبر میں بھیما کورے گاؤں ریلی سے متصل ہونے والے پرتشدد واقعات اور دیگر ملک مخالف سرگرمیوں میں ملوث ہونے کے الزام میں پانچ لوگوں کو گرفتار بھی کرلیا گیا، گرفتار شدگان میں گوتم نولکھا، وَرورراؤ، ورنن گونزالویس، سدھا بھاردواج اور ارون فریریا شامل ہیں، ان میں سے ایک کا تعلق دہلی، ایک کا حیدرآباد، ایک کا ہریانہ اور دو کا تعلق ممبئی سے ہے، رومیلا تھاپر، پربھات پٹنایک، ستیش دیش پانڈے، دیوکی جین اور مجا دارووالا نے ان کی گرفتاریوں کے خلاف سپریم کورٹ میں پٹیشن دائر کیا تھا، جس کے بعد کورٹ نے 6 ستمبر تک ان کی گرفتاری پر روک لگاتے ہوئے یہ بھی تبصرہ کیا تھا کہ "اختلافات جمہوریت کے لیے سیفٹی والو (Valve) کی حیثیت رکھتے ہیں، اگر انھیں روکا گیا، تو جمہوریت ٹوٹ جائے گی"۔ساتھ ہی اگلی سماعت تک ان تمام افراد کو ان کے گھروں میں نظر بند کرنے کی ہدایت دے دی، بامبے ہائی کورٹ نے 3 ستمبر کو اس سلسلے میں ایک عرضی کی سماعت کرتے ہوئے مہاراشٹر پولیس اور جانچ ایجنسیوں کے ذریعے 31 اگست کو پریس کانفرنس کرنے پر سخت نکتہ چینی کی، جس میں اسی واقعے میں مزید دیگر دانشوران کے ملوث ہونے کی بات کہی گئی تھی اور پولیس نے اس سلسلے میں ایک خط کا بھی ذکر کیا تھا، جس کے مطابق ممنوعہ ماؤوادی تنظیم کے لیے آٹھ کروڑ روپے کا گرینیڈ لانچرز اور دھماکہ خیز اشیا کی خریداری کی بات لکھی گئی ہے، کورٹ نے سات ستمبر تک پولیس اور جانچ ایجنسیوں کو ایسی کسی بھی پریس کانفرنس کرنے سے منع کیا ہے۔

دوسری طرف سماجی سطح پر ان گرفتاریوں کے سلسلے میں خاصی بے چینی پائی جارہی ہے، کورٹ کا فیصلہ جو بھی آئے، مگر اس پورے معاملے سے ایک چیز واضح طور پر سمجھ میں آرہی ہے کہ اس پکڑ دھکڑ کے سلسلے کے پسِ پشت یقینی طور پر سیاسی دسیسہ کاریاں کام کررہی ہیں، ابھی مختلف صوبوں میں لوکل انتخابات ہورہے ہیں، اس کے متصل بعد مدھیہ پردیش، راجستھان وغیرہ میں ریاستی اور چند ماہ بعد ہی عام انتخابات کے موسم آرہے ہیں، متعدد نیوز چینلوں اور انتخابی سروے کرنے والی ایجنسیوں نے ابھی سے یہ دکھانا اور بتانا شروع کردیا ہے کہ مودی اور بی جے پی کی مقبولیت کا گراف لگاتار گھٹ رہا ہے، ایسے میں مودی اینڈ کمپنی یقیناً ہاتھ پر ہاتھ دھر کے نہیں بیٹھ سکتی، کچھ منصوبے، کچھ خاکے، کچھ نقشۂ عمل اس کے پاس ضرور تیار ہوگا، جسے اگلے مہینوں میں زمینی سطح پر اتارا جائے گا، عین ممکن ہے کہ دلتوں، پسماندہ طبقات اور سماج کے دیگر دبے کچلے لوگوں کے حقوق کی لڑائی لڑنے والے ان رضاکاروں، دانشوروں، شاعروں اور ادیبوں پر نکیل کسنے کا سلسلہ بھی اسی کا حصہ ہو، اس کے علاوہ فسادات، مذہبی منافرت کو ہوا دینا، ہندو مسلم ہنگامے تو بی جے پی کے آزمائے ہوئے نسخے ہیں ہی، ان دانشوروں کے خلاف قومی سطح پر سرچ آپریشن چلا کر حکومت دراصل ان گنے چنے لوگوں کی زبانوں کو بھی بند کردینا چاہتی ہے، جن کی صدائے احتجاج وقتاً فوقتاً اسے تشویش میں مبتلا کرتی رہتی ہے، جس طرح میڈیا سے تعلق رکھنے والے چند بے باک وحق پسند صحافیوں پر لگام لگا کر اس نے پوری صحافی برادری کو متنبہ کیا کہ یا تو حکومت کی سر میں سر ملائے یا خاموش رہے، اسی طرح سول سوسائٹی کے چند حساس افراد کے خلاف منظّم کارروائی کرکے ایسے تمام لوگوں کو خبردار کرنا چاہتی ہے، جو کسی نہ کسی سطح پر انسانی حقوق، شہری آزادی اور عدل وانصاف کے لیے آواز بلند کرتے رہتے ہیں، سیاسی مبصرین کی ایک رائے یہ بھی ہے کہ مہاراشٹر پولیس کے ذریعے یہ پورا پلان دراصل سناتن سنستھا سے جڑے سنسنی خیز حقائق، خبروں اور واقعات پر پردہ ڈالنے کی حکمتِ عملی بھی ہوسکتی ہے۔ (بقیہ صفحہ ۱۱ ر پر)

باہر کا بگاڑ اندر کے بگاڑ کا نتیجہ

مولانا بلال عبدالحی حسنی ندوی

اس وقت پوری دنیا جن سخت حالات سے دوچار ہے اور خاص طور پر ہمارے ملک میں جو انسانیت سوز واقعات مسلسل پیش آرہے ہیں، انہوں نے پوری انسانیت کو سر مشار کردیا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ انسانوں کی دنیا میں جانوروں کا راج ہے، سارے رشتے پامال ہو چکے ہیں، چور کوتوال بنے گھوم رہے ہیں، پورا ملک تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے، ان حالات کا اگر ٹھنڈے دل سے تجزیہ کیا جائے تو جس طرح اس کے پیچھے ایک پوری پلاننگ نظر آتی ہے، اسی طرح اس میں بڑی غلطی ہم مسلمانوں کی بھی نظر آتی ہے، ہم دنیا کے سامنے اسلام کا اخلاقی نظام پیش نہ کرسکے، دنیا کو ہم یہ بتا نہ سکے کہ انسانی قدریں کیا ہیں اور نہ ہم اپنی عملی زندگی سے کوئی اچھا نمونہ پیش کرسکے، ہمارے طرز زندگی کو دیکھ کر ہمارے بارے میں یہی فیصلہ کیا گیا کہ یہ بھی انسانی قدروں اور اخلاقی نظام سے قلاش ایک قوم ہے، جس کے پاس کچھ باقی نہیں بچا، اس وقت دنیا کا سارا بگاڑ حقیقت میں ہمارے اندر کے بگاڑ کا نتیجہ ہے۔ تاریخ کا مطالعہ کرنے والے خوب جانتے ہیں کہ مسلمانوں نے جب اسلام کا نظام اخلاق اپنی زندگی میں ڈھال کر پیش کیا تھا تو دنیا کو امن وسکون حاصل ہوا تھا اور دنیائے انسانیت نے اس کو اپنی ایک ضرورت سمجھ کر قبول کیا تھا اور مسلمانوں کو انسانیت کا مسیحا سمجھا گیا تھا اور یہ ایک واقعہ تھا، مسلمانوں نے ہمیشہ انسانیت کی مسیحائی کی، کمزوروں کی مدد کی، مظلوموں کا ساتھ دیا، علم واخلاق کو یکجا کیا، ہر طرح کی خود غرضی سے پاک ہوکر انہوں نے دنیا کو علم سے بھر دیا اور اس کے ساتھ اخلاق وانسانیت کی قدریں عام کیں، اس کی ایک چھوٹی سی مثال یہ ہے کہ بغداد کے بڑے ہاسپٹل میں جو مختلف ڈپارٹمنٹ تھے، ان میں ایک ڈپارٹمنٹ صرف مریضوں کی ہمدردی کے لیے تھا اور اس میں ایسے لوگ مقرر تھے جو مریضوں کے قریب جاکر ایسی باتیں کرتے تھے کہ ان سے مریض کو تسکین حاصل ہو، امن وامان کا حال یہ تھا کہ ایک بڑھیا اپنے سامان کی گٹھری سر پر رکھ کر نکلتی تو میلوں کا سفر کرتی اور کسی خطرہ کا اس کو احساس نہ ہوتا، آج وہی مسلمان ہیں جن کو خطرہ کہا جاتا ہے، خطرہ سمجھا جارہا ہے، اس میں یقیناً میڈیا کی بھی کرم فرمائی ہے، مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس میں ہمارے اندر بگاڑ کا بڑا حصہ ہے، کون سی خرابی ہے جو ہم مسلمانوں میں نہیں، اس پوائنٹ پر غور کرنے کی ضرورت ہے اور اس کو موضوع بنا کر شہر شہر، گاؤں گاؤں پہنچ کر لوگوں کا ذہن بنانے کی ضرورت ہے۔

ایک بڑے شہر کے کسی پاش علاقہ میں ایک ہندو نے کالونی تعمیر کی، کسی مسلمان نے بہت چاہا کہ اس کو وہاں فلیٹ حاصل ہوجائے، مگر وہ ہندو راضی نہ ہوا، اس کے بعض تعلق والوں نے اصرار کیا تو اس نے عجب بات کہی: میں مسلمانوں کو فلیٹ نہیں دے سکتا، جہاں مسلمان ہوتے ہیں، وہاں تین چیزیں ہوتی ہیں: گندگی ہوتی ہے، جہالت ہوتی ہے اور آپس کی لڑائیاں شروع ہوجاتی ہیں، یہ بات تبصرہ کرکے گذر جانے کی نہیں ہے، غور کرنے کی ہے، کیا ہم مسلمانوں نے عمومی طور پر اپنے طرز عمل سے ثابت نہیں کردیا کہ جو کہا جارہا ہے، وہ صحیح ہے، یقیناً اچھے نمونے بہت ہیں؛ لیکن فیصلہ اکثریت پر ہوتا ہے۔

وہ دین جس کی بنیاد ہی علم پر پڑی، صفائی ستھرائی کو جہاں ایمان کا حصہ بتایا گیا اور لڑائی جھگڑا کو انتہائی مذموم حرکت قرار دیا گیا، اس دین کے ماننے والوں کو ان ہی چیزوں کا طعنہ دیا جائے، عجیب سی بات معلوم ہوتی ہے، مگر جائزہ لینے سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ ایک واقعہ ہے، عام طور پر مسلمان علاقوں میں یہ امراض پائے جاتے ہیں۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ اس بگاڑ کو دور کیا جائے اور اسلام کی تعلیمات کو عملی زندگی میں ڈھال کر پیش کیا جائے، یقیناً یہی ایک راستہ ہے، جس کے ذریعہ سے مسلمان اپنا کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل کرسکتے ہیں، ورنہ صرف امیدوں اور باتوں سے نہ پہلے کچھ ہوا ہے، نہ آگے امید ہے۔

﴿نہ تمہاری تمناؤں سے کچھ ہوگا اور نہ اہل کتاب کی تمناؤں سے کچھ ہوا ہے، جو بھی برائی کرے گا، اس کی سزا پائے گا﴾ (سورۃ النساء:۱۲۳)

کامیاب ازدواجی زندگی کیسے گزاریں

آمنہ فاروق

شادی صرف انسان کی خیالی جنت کا نام نہیں ہے، جس میں آپ کی مرضی کی کہکشاں کے رنگ بکھرے ہوئے ہوں اور ہر جانب آپ کی خواہشوں کے گھوڑے دوڑتے پھریں، یاد رکھئے شادی ایسی چیز نہیں ہے، جس میں پیش آنے والے مسائل خود بخود حل ہوتے جائیں۔

آیئے! شادی سے متعلق کچھ عام مسائل کا ذکر کرتے ہیں جو ایک نئے شادی شدہ جوڑے کے پہلے سال میں پیش آتے ہیں۔ شادی کے بعد روپے پیسے کا استعمال بالکل مختلف صورت اختیار کر لینا ہے بہتر طور پر آپ ایک دوسرے کی دولت کو استعمال کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ یکساں طور پر یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ آپ کی دولت کہاں کہاں استعمال ہونی چاہیے۔

فطری طور پر یہ ممکن ہے کہ آپ کی مختلف ترجیحات ہوں لیکن یہ بہت اہم ہے کہ آپ بہت جلد کسی رائے پر اتفاق کرلیں۔ شادی کے بعد آپ فضولیات پر رقم لگانا بند کردیں گے اور اپنی بار بار مختلف چیزوں کی خریدنے کی عادت کو بھی ترک کردیں گے۔

زندگی میں یہ وقت ہوتا ہے جب آپ مستقبل کے لیے سوچ بچار کا آغاز کرتے ہیں جس میں بچوں اور نئے گھر کا خیال غالب ہوتا ہے ایک تحقیق کے مطابق 35 فصد جوڑوں کا خیال ہے کہ دولت کی کمی کی وجہ سے زندگی میں تلخی آتی ہے۔ ایک اور تحقیق کے مطابق 5 میں سے ایک طلاق دولت سے ملحقہ مسائل کے باعث ہوتی ہے، لہٰذا اچھی بات یہ ہے کہ کسی بھی مسئلے کو پیدا ہونے سے پہلے حل کرلیں اور مل جل کر ہنستے مسکراتے چہرے کے ساتھ اپنی چادر کے مطابق پاؤں پھیلانا سیکھ لیں۔

کچھ شادی شدہ جوڑے اپنے شریک حیات کے والدین سے برتاؤ کے معاملے پر دباؤ کا شکار نظر آتے ہیں۔ یہ تعلقات میں ایک مشکل موڑ ہوسکتا ہے، اس لیے ضروری ہے کہ اس مشکل سے نکلنے کے لیے مناسب تیاری کرلی جائے۔ زیادہ بہتر یہ ہے کہ شادی سے پہلے ہی آپ ان کا اعتماد اور محبت جیت لیں ان سے تعلقات کو بہتر بنانے کے سلسلے میں جوش وخروش اور خلوص دکھانا آپ کے لیے بھی بہتر اور فائدہ مند ثابت ہوگا۔ لہٰذا بے خوف ہوکر ساس سے وقتاً فوقتاً ملنے کو اپنا معمول بنالیں۔

شادی شدہ ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ میاں بیوی ہر وقت ایک ساتھ رہیں۔ ایک انسان کی زندگی میں بیوی یا شوہر کے علاوہ اور بھی بہت سے رشتے ہوتے ہیں، جن کو نبھانا بہت ضروری ہوتا ہے؛ یعنی یہ مناسب رویہ نہیں کہ شادی کے بعد میاں بیوی ایک دوسرے کے ہوکر رہ جائیں اور باقی دنیا کے تعلقات سے آنکھیں بند کرلیں۔ عقل وحکمت کا تقاضا یہ ہے کہ شادی کے بعد ہر شخص کا مقام پہچانا جائے اور اس کو اس کے مقام کے مطابق اہمیت دی جائے۔

شادی کے بعد جوں جوں وقت گزرتا ہے، آپ کو وہ چیزیں بھی بوجھ محسوس ہونے لگتی ہیں جن سے شادی سے پہلے آپ نے پیار اور پسندیدگی کا رشتہ قائم کیا ہوتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ اپنے شریکِ حیات سے ان مسائل کا مشترکہ حل ڈھونڈنے کے لیے عزت اور محبت کے رویے کے ساتھ بات کریں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ ہر چھوٹے بڑے مسئلے کو جمع کرتے جائیں اور آپ کی شادی کسی بڑے حادثے کی زد میں آجائے۔

یاد رکھیں کسی تنکے جیسا چھوٹا مسئلہ بھی شادی جیسے اہم ترین معاملے کو جس کی اہمیت اور افادیت ایک پہاڑ سے بھی بڑھ کر ہے، منٹوں میں ریزہ ریزہ کرسکتا ہے۔

جب گھریلو کاموں کی تقسیم کی جائے تو میاں بیوی کے ذمے کاموں کی انجام دہی منصفانہ بنیادوں پر کی جائے۔ کسی بھی ناخوشگوار صورتحال سے بچنے کے لیے آپ کو اس معاملے میں انصاف پسند ہونا چاہیے۔ اس سلسلے میں بہتر کام یہ ہے کہ کاموں کی فہرست تیار کریں اور ہر ایک کی پسند، مرضی اور صلاحیت کے مطابق کاموں کو تقسیم کرلیں۔ ایسا کرنے سے آپ اپنے گھر اور شادی کو خوبصورت اور قابلِ رشک بنالیں گے۔

یہ ایک عام سی بات ہے جس کو سمجھنے کے لیے بہت زیادہ عقل وفہم کی ضرورت نہیں کہ شادی کے بعد انسان ایک لگے بندھے معمول سے جڑا ہوا نہیں رہتا، کیونکہ اب اسے اپنے شریکِ حیات کو متاثر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ زندگی میں شادی کے بعد اختیار کیا جانے والا یہ رویہ قابل فہم ہے، اس لیے اس کی وضاحت پیش کرنے کی ہرگز ضرورت نہیں۔ اچھا نظر آنے کی شعوری کوشش کرنا نہ صرف آپ کی عزت وتکریم میں اضافہ کرتا ہے، بلکہ یہ آپ کے شریکِ حیات پر بھی واضح کرتا ہے کہ آپ کی کوششوں کا ہدف اس کی خوشی اور بہتری کا حصول ہے۔ صفائی پسندی، اچھی صحت اور کھانے میں احتیاط انسان کی بہتر صحت پانے میں بنیادی اور ضروری عناصر ہیں۔

شادی کے بارے میں لوگوں کی ایک عام سوچ یہ ہے کہ یہ صرف ذمے داری ہے اور اس میں محبت اور پیار کے اظہار پر مبنی بے تکلفی کا کوئی لمحہ نہیں ہے۔ مثلاً جیسے ہی آپ اپنا موبائل آن کرتے ہیں، کوئی پیار بھرا میسج نہیں ہے، آپ کے کمرے میں آپ کے لیے پھولوں کا ڈھیر نہیں ہے اور آپ باہر جاکر کوئی کینڈل لائٹ ڈنر نہیں کر رہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ شادی کے بعد اس طرح کی صورتحال کا سامنا کیوں کرنا پڑتا ہے؟ آپ کو لازمی طور پر شادی کے بعد محبت اور بے تکلفی کے اظہار کے لیے وقت نکالنا چاہیے۔ آپ کی ملاقات میں ایک تسلسل ہونا چاہیے۔ شادی کے تعلق کو مضبوط رکھنے کے لیے باہمی پیار اور محبت کے جذبات کو توانا رہنا چاہیے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ کسی بھی شادی میں در آنے والی ناپسندیدہ اور غلط چیزوں کی کمی نہیں ہوتی۔ شادی صرف انسان کی خیالی جنت کا نام نہیں ہے جس میں آپ کی مرضی کی کہکشاں کے رنگ بکھرے ہوئے ہوں اور ہر جانب آپ کی خواہشوں کے گھوڑے دوڑتے پھریں۔ یاد رکھیے، شادی ایسی چیز نہیں ہے جس میں پیش آنے والے مسائل خود بہ خود حل ہوتے جائیں۔

شادی کو کامیاب بنانے کے لیے بہت سخت محنت کی ضرورت ہوتی ہے اور اگر آپ نے اپنی زندگی کے پہلے چند سال خوش اسلوبی اور کامیابی سے گزار لیے تو اس بات کی توقع کی جاسکتی ہے کہ آپ کی شادی آپ اور آپ کے شریکِ حیات کے بوڑھے ہونے تک کامیاب رہے گی۔

اعلان برائے وظیفہ

امارت شرعیہ کی جانب سے ایسے غریب اور بے سہارا بیوہ خواتین جن کے ساتھ ان کے بچے ہوں اور ان کو امداد کی ضرورت ہو وہ ماہانہ وظیفہ (امداد) کے لئے درخواست دے سکتے ہیں۔ نیز طلبہ مدارس کو بھی ماہانہ تعلیمی وظیفہ دیا جاتا ہے، اس لیے صوبے و بیرون صوبے کے غریب ونادار اور مدارس میں تعلیم حاصل کرنے والے عربی درجات کے طلبہ جو امارت شرعیہ سے تعلیمی وظیفہ حاصل کرنا چاہیں۔ ۳۰ر محرم ۱۴۴۰ھ تک وظیفہ فارم دفتر امارت شرعیہ سے حاصل کرکے جمع کردیں۔

rs\MD ASADULLAH\Downloads\17.09.2018 (1).inp 18-09-2018 17:35 PAGE 7 (1,1)

کیرل کے سیلاب زدگان کے درمیان امارت شرعیہ کا ریلیف ورک

گذشتہ سے پیوستہ

رپورٹ سید محمد عادل فریدی

٦/ ستمبر ۲۰۱۸ء ...... کیرل آئے ہوئے ہمیں چھ دن ہو چکے ہیں، موسم، آب وہوا، کھانا پانی اور طرز رہائش کی تبدیلی کا اثر ہم سبھی ارکان وفد پر نظر آرہا ہے، سبھی لوگ کسی نہ کسی جسمانی عارضہ میں مبتلا ہیں، کوئی نزلہ اور زکام میں مبتلا ہے، کسی کو بخار ہے تو کوئی پیٹ کے عارضے کا سامنا کر رہا ہے، لیکن بیماری کا اثر کام پر بالکل بھی نہیں ہے، مصیبت زدگان تک پہونچنے اور ان کی مدد کرنے کا جذبہ دل میں ہنوز پہلے دن کی طرح جوان ہے، بلکہ اس میں مزید اضافہ ہو گیا ہے، اپنی تکلیف کی طرف کسی کی نظر نہیں ہے اور ہر ایک شخص لوگوں کے غم دیکھا تو اپنا غم بھول گیا کی عملی تفسیر بنا ہوا ہے۔ ویناڈ، کالی کٹ اور مالا پورم میں عبوری راحت کا کام اپنی استطاعت اور بجٹ کے مطابق کر چکے ہیں، باز آباد کاری کے کام کے لیے سروے بھی مکمل کر لیا ہے۔ اس لیے اب یہاں سے ارنا کولم واپس جانے کا پروگرام بن گیا ہے۔ ۵/ستمبر کی شب ویناڈ سے واپسی کے دوران اری کوڈ کی ایک مسجد میں بسر کی۔ فجر کی نماز پڑھ کر واپسی کے لیے نکلے، ساتھ میں مولانا مظاہر عماد صاحب پروفیسر الجامعۃ الاسلامیہ کیرالہ، شانتا پورم بھی ساتھ میں ہیں، انہوں نے اصرار کیا کہ ان کا ادارہ آپ لوگوں کی واپسی کی راہ میں ہی ہے، اسی لیے کچھ وقت کے لیے وہاں بھی حاضری ہو جائے، قائد وفد نے ان کی دعوت قبول کر لی، چنانچہ اری کوڈ سے نکل کر تقریباً ساڑھے سات بجے صبح الجامعۃ الاسلامیہ شانتا پورم پہونچے، اس ادارہ کا شمار اسلامی علوم کے بڑے کالجوں میں ہوتا ہے، تھوڑی دیر ادارہ کے مختلف شعبہ جات کا معائنہ کیا، لائبریری بھی دیکھی، وہیں کینٹین میں ناشتہ کا انتظام تھا، ناشتہ کر کے مولانا مظاہر صاحب کو الوداع کہا اور الوا میں واقع اپنے قیام گاہ کی طرف چل پڑے، تقریباً دو سو کیلو میٹر کا راستہ طے کر کے عصر کی نماز سے کچھ قبل الجامعۃ الکوثریہ پہونچے۔ اتنے لمبے سفر کی وجہ سے سبھی لوگ تھکن سے چور تھے اور کچھ نہ کچھ بیمار بھی تھے، اس لیے اس دن مزید کہیں سفر کا ارادہ کینسل کر دیا، اس بیچ میں جہاں جہاں سے سیلاب زدگان کی فہرست آئی تھی ان لوگوں کی مدد کے تعلق سے مولانا محمد ابراہیم صاحب، مولانا ظفیر الدین قاسمی اور مقامی ذمہ داروں سے مشورہ کیا، مشورہ سے طے ہوا کہ ان لوگوں کو بیڈ اور مکسر کی ضرورت ہے، چنانچہ ڈھائی سو بیڈ اور ایک سو مکسر کی خریداری کا آرڈر دیا، کمپنی نے سنیچر کو ڈلیوری کا وعدہ کیا، اس طرح ٦/ستمبر کا دن تمام ہوا۔

۷ ستمبر ۲۰۱۸ء ...... ۷/ستمبر جمعہ کے دن صبح سویرے پاپولر فرنٹ کے چیرمین جناب ای ابوبکر سے فون پر کیرالہ کے حالات اور یہاں کے ریلیف ورک کے تعلق سے تفصیلی بات ہوئی، پاپولر فرنٹ بھی بڑے پیمانے پر ریلیف ورک میں لگا ہوا ہے، ایک گھنٹے کے بعد جناب ای ابوبکر صاحب نے اپنے نمائندوں کو الجامعۃ بھیجا، جناب شجار صاحب اور ان کے ساتھی تشریف لائے، ان سے تفصیلی بات ہوئی، طے ہوا کہ اتوار کے دن باقاعدہ کیمپ لگا کر جو فہرست ان کے پاس ہے ان کو ایک جگہ جمع کرلیں گے اور ان کے درمیان پاپولر فرنٹ اور امارت شرعیہ کی جانب سے مشترکہ طور پر ان کے درمیان گھریلو ضرورت کی چیزیں تقسیم کی جائیں گی، امارت شرعیہ کی ریلیف ٹیم کی جانب سے ان شاء اللہ مکسر مشین اور بیڈ تقسیم کیا جائے گا۔

اس کے بعد ہم لوگ ایک مقامی رہبر جناب عبدالرزاق صاحب کے ساتھ الوا کے قریب ایک دیہات تھروتھ پہونچے، وہاں تقریبا ایک سو ساٹھ خاندان سیلاب سے متاثر ہوئے تھے، سات مکانات بالکل زمین بوس ہو گئے تھے، مقامی ذمہ داروں نے سبھی متاثرین کی فہرست ہمیں پیش کیا۔ عبد الرزاق صاحب نے باز آباد کاری کے سلسلہ میں ساڑھے چار سو اسکوائر فٹ پر مشتمل دو کمروں، کچن اور بیت الخلاء کے ساتھ فی مکان چار لاکھ اسی ہزار روپئے کے خرچ کا تخمینہ پیش کیا، ان شاء اللہ مرکزی دفتر سے مشورہ کے بعد اس میں کلی یا جزوی تعاون کے بارے میں غور کیا جائے گا، سر دست ان ایک سو ساٹھ خاندانوں کے لیے گھریلو ضرورت کی چیزیں مثلاً مکسر، بیڈ وغیرہ تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا گیا، اس طرح جمعہ کا دن بھی تمام ہوا۔

۸/ ستمبر ۲۰۱۸ء ...... ۸/ستمبر روز سنیچر کو اڈکی ضلع کے تھڈیم پاڈو، منیارن کوڈی اور کریم بن کے سیلاب متاثرین کے بیچ جانا ہوا، یہاں تیس مکانات بالکل ہی نیست و نابود ہو گئے، یہاں تک کے ان کی زمینیں بھی سلامت نہ رہیں اور سارے لوگوں کے مکانات دریا برد ہو گئے، لوگ ابھی بھی وہیں کنارے پر عارضی ٹھکانہ بنا کر رہ رہے ہیں، یہاں تیرہ لوگ جاں بحق بھی ہوئے تھے، کچھ لوگ زخمی بھی تھے۔ یہاں ہم لوگوں نے ان تیس خاندانوں کی فی کس چار ہزار روپئے کے حساب سے نقد امداد کی۔ مقامی ذمہ داروں میں یہاں ہمارے ساتھ جناب حاجی شجیر اور مولانا عبدالجلیل امام مسجد تھڈیم پاڈو موجود تھے۔ ان لوگوں کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ ان کے لیے مکانوں کا انتظام کیا جائے، لیکن چونکہ ان کی زمینیں بھی نہیں بچی ہیں اس لیے جب تک ان کے لیے متبادل زمین کا انتظام نہیں ہو جاتا مکانوں کا انتظام ممکن نہیں ہے۔ مقامی ذمہ داروں نے بتایا کہ حکومت نے زمین فراہم کرنے کا وعدہ کیا ہے، لیکن اس میں کتنا وقت لگے گا یہ نہیں معلوم۔ امارت شرعیہ کی ٹیم بھی کوشش کر رہی ہے کہ حکومت کے ذمہ داروں سے رابطہ کر کے ان بے گھر لوگوں کو جلد از جلد زمین فراہم کرنے اور ان کی باز آباد کاری کا انتظام کرنیکی طرف متوجہ کرے، اس طرح آج کا دن بھی تمام ہوا۔ ابھی تک ہم نے ضلع اڈکی، ارنا کولم، کالی کٹ، ویناڈ اور مالا پورم کے مختلف گاؤں اور قصبات میں سیلاب زدگان کو نقد رقم اور گھریلو ضرورت کے سامانوں کی شکل میں راحت پہونچائی ہے۔

۹/ ستمبر ۲۰۱۸ء ...... ۹/ستمبر کو فجر کی نماز کے بعد ہمارا قافلہ اڈکی ضلع کے تھڈیم پاڈو اور کریم بن کے لیے روانہ ہوا، یہاں تقریباً تیس پینتیس خاندان مقیم تھے جن کے مکانات سیلاب اور لینڈ سلائڈنگ کی وجہ سے دریا برد ہو چکے تھے، ان لوگوں کی زمینیں بھی ختم ہو چکی تھیں، اس لیے فی الحال جب تک ان کے لیے زمینوں کا انتظام نہیں ہو جاتا باز آباد کاری ممکن نہیں ہے، سرکار نے ہر خاندان کو پانچ سینٹ (تقریباً چار سو اسکوائر فٹ) زمین دینے کا وعدہ کیا ہے۔ ہم نے وقتی راحت کے طور پر فی کس چار ہزار روپئے کے حساب سے ان سبھی بے گھر لوگوں کو دیا۔ ۹/ستمبر کو ہی ضلع تریشور کے مانالور گئے وہاں تقریباً تیس خاندان بالکل بے گھر ہو گئے تھے، یہ سب کے سب عیسائی اور ہندو مذہب کے ماننے والے تھے، یہاں بہت سے اسکول کے طلبہ تھے جن کی کتابیں، کاپیاں اور دیگر تعلیمی ضروریات ضائع ہو گئی تھیں، اس لیے یہاں تیس طلبہ وطالبات کو کتابوں اور کاپیوں کے لیے فی کس نقد دو ہزار روپئے دیے گئے۔ مقامی ذمہ دار میں راجیش بھائی نے ہماری رہنمائی کی اور ہمیں مستحقین تک پہونچایا۔

۱۰/ ۱۱/ ستمبر ۲۰۱۸ء ...... ۱۰/ستمبر کو بھارت بند کی وجہ سے دن میں کہیں جانا ممکن نہ ہو سکا، جس کی بھرپائی کے لیے شام میں دو ٹیم بنائی گئی، ایک ٹیم مفتی ثناء الہدیٰ قاسمی، مفتی سعید الرحمٰن قاسمی اور مولانا سعود اللہ رحمانی پر مشتمل تھی، مولانا ظفیر الدین صاحب استاذ الجامعۃ الکوثریہ رہبری کے لیے ان کے ساتھ رہے، اس ٹیم نے الوا بلاک کے تھروتھ، نجی کڑا اور پوریار علاقہ میں سیلاب زدگان کے درمیان کچن کے سامان، برتن، کوکر اور نقد رقم تقسیم کیا، یہاں تقریبا پچیس تیس خاندان بہار اور بنگال کے علاقوں کے بھی آباد تھے، ان تک بھی امارت شرعیہ کی ٹیم پہونچی اور ان لوگوں کو بھی مدد پہونچائی۔ ۱۰/۱۱/ستمبر کو اس ٹیم نے ان تینوں جگہوں پر راحت رسانی کا کام کیا، مقامی ذمہ داروں میں مولانا ظفیر الدین صاحب، مولانا مظاہر عماد صاحب، تبلیغی جماعت کے بھائی عبد الرزاق صاحب اور پاپولر فرنٹ کے شجار بھائی نے اس ٹیم کی رہنمائی کی اور انہیں مستحقین تک پہونچایا۔

دوسری ٹیم جس میں مولانا مفتی وصی احمد قاسمی صاحب اور راقم محمد عادل فریدی شامل تھے الوا سے تقریباً تین سو کیلو میٹر کی دوری پر واقع ویناڈ کے پانا مارم بلاک کے لیے نکل پڑے، شام کو ساڑھے ساتھ بجے ہم لوگ الوا سے نکلے اور خطرناک پہاڑی راستے کو پار کرتے ہوئے اونچائی پر واقع پانا مارم رات کے تقریبا پونے تین بجے پہونچے۔ رات پانا مارم کی مدینہ مسجد میں قیام کیا، مسجد کے موذن مولانا عبدالنصیر صاحب نے مسجد میں قیام کا انتظام کر دیا، دو گھنٹے بمشکل سوئے کہ فجر کی اذان ہو گئی، فجر کی نماز کے بعد مقامی ذمہ داروں جناب نوشاد صاحب اور عبدالرشید صاحب، امام مسجد مولانا یوسف صاحب کے ساتھ مشورہ ہوا اور متاثرہ علاقوں کا جائزہ لینے کے لیے نکل پڑے، جائزہ اور سروے کرنے کے بعد یہاں چھپن خاندانوں کو نقد رقم کی شکل میں مدد کی گئی، جن لوگوں کے مکان بالکل تباہ ہو گئے تھے ان کو عبوری راحت کے طور پر چار ہزار روپئے فی کس اور جن لوگوں کا جزوی نقصان ہوا تھا، ان کو فی کس دو ہزار روپئے عبوری راحت کے طور پر دیے گئے، اس کے علاوہ چالیس خاندانوں کو ڈھائی سو لیٹر والا پانی کا ڈرم بھی تقسیم کیا گیا، یہاں ہم نے پانا مارم، چناڈا کاڈو، کنی کاڈودو، نیراتا کوڈی علاقوں کے سیلاب زدگان کو راحت پہونچائی۔ اس طرح ۱۱/ستمبر کا آدھا دن اس میں لگ گیا دوپہر کے بعد وہاں سے واپس قیام گاہ کی طرف چلے، ساڑھے گیارہ بجے الجامعۃ الکوثریہ پہونچے۔ دوسری ٹیم بھی تقریبا بارہ بجے رات میں پہونچی، تقریباً ایک ڈیڑھ گھنٹے آرام کے بعد وطن واپسی کے لیے رخت سفر باندھ لیا۔

اس پورے سفر میں جناب مولانا ابراہیم صاحب مہتمم الجامعۃ الکوثریہ نے ہماری اچھی رہنمائی کی، ہمارے قیام کا انتظام کیا اور آرام وراحت پہونچانے کی پوری کوشش کی، کمپنی سے سامان خریدنے میں بھی ان کا مشورہ اور مدد شامل رہی، جس کی وجہ سے مناسب ریٹ پر ہمیں اشیاء بروقت حاصل ہو پائیں، مدرسہ کے اساتذہ وطلبہ نے بھی ہمارے آرام وراحت کا خوب خیال رکھا، خاص طور پر مولانا ظفیر الدین صاحب استاذ الجامعۃ الکوثریہ کا شکریہ الفاظ میں ادا نہیں ہو سکتا، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے، انہوں نے مکمل دس دنوں تک تدریسی اوقات کے علاوہ کا سارا وقت ہماری رہنمائی اور رہبری اور ہمارے آرام وراحت کا خیال رکھنے میں گذارا۔ کئی مقامات پر ہمارے ساتھ ساتھ رہے، ان کی وجہ سے ہمیں اس زبان و ماحول کے اعتبار سے بالکل اجنبی شہر میں اجنبیت کا احساس نہیں ہوا۔ اس سفر میں مولانا مجیب الرحمٰن صاحب صدر مدرس مدرسہ عین الہدیٰ مالا پورم، مولانا ہارون صاحب استاذ مدرسہ عین الہدیٰ، مولانا مظاہر عماد صاحب استاذ جامعۃ اسلامیہ کیرالہ شانتا پورم، شجار بھائی، عبدالرزاق بھائی، عبد الرشید صاحب، نوشاد بھائی، مولانا عبدالجلیل صاحب، جاب حاجی شجیر صاحب، فیروز بھائی، جناب عبدالجبار صاحب، ڈرائیور عبدالجلیل صاحب، نصیر صاحب، عبیداللہ صاحب، عاصم صاحب، مولانا طلحہ صاحب جن کے واسطے سے سامانوں کی خریداری ہوئی۔ ان سب حضرات نے مختلف موقعوں پر ہماری رہنمائی کی اور ان کی وجہ سے ہمیں بہتر طریقہ پر ریلیف ورک کرنے اور مستحقین تک پہونچنے میں بہت سہولت ملی، اللہ ان سب حضرات کو اچھا بدلہ دے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ امارت شرعیہ کی خدمات کو قبول کرے اور سیلاب زدگان کو ان کی مصیبت سے نکال کر انہیں از سر نو اچھی زندگی گذارنے کی اسباب فراہم کر دے۔ تمام اہل خیر کا بھی شکریہ کے انہیں کی مدد سے یہ کام ممکن ہو پایا۔ نائب ناظم امارت شرعیہ مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی کی قیادت میں مولانا مفتی سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ، مولانا مفتی وصی احمد قاسمی نائب قاضی شریعت امارت شرعیہ، مولانا سعود اللہ رحمانی مبلغ امارت شرعیہ اور راقم الحروف محمد عادل فریدی پر مشتمل امارت شرعیہ کی پانچ رکنی ریلیف ٹیم کیرل کے ارنا کولم، کالی کٹ، مالا پورم، ویناڈ، تریشور اور اڈکی وغیرہ اضلاع کے درجنوں گاؤں اور قصبات میں سیلاب زدگان کے درمیان ریلیف اور عبوری راحت رسانی کا کام کر کے مورخہ ۱۲/ستمبر کو پٹنہ واپس آ گئی۔ ۲/ستمبر کو امارت شرعیہ کی ریلیف ٹیم کیرل پہونچی تھی اور مسلسل دس دنوں تک لگاتار راحت رسانی کا کام کر کے سیکڑوں سیلاب زدگان کو نقد رقم اور گھریلو ضرورت کے سامانوں کی شکل میں راحت پہونچائی۔ امارت شرعیہ کی یہ ٹیم واپس تو آ گئی ہے، لیکن کیرل میں ریلیف کا کام ابھی مکمل نہیں ہوا ہے، ابھی کام کی مزید ضرورت ہے، خاص طور پر باز آباد کاری ایک بڑا مسئلہ ہے اور اس پر خرچ بھی بڑا آئے گا۔ اس لیے اہل خیر زیادہ سے زیادہ امارت شرعیہ کے ریلیف فنڈ میں تعاون کریں تا کہ امارت شرعیہ باز آباد کاری کا کام بھی کر سکے۔

سید محمد عادل فریدی

اخبارِ جہاں

پاکستان پر تین سو کھرب روپے کا قرض: عمران خان

پاکستانی وزیر اعظم عمران خان نے کہا ہے کہ پاکستان پر تین سو کھرب روپے کا قرض ہے اور ملک کو بچانے کے لئے جواب دہی بہت ضروری ہے۔مسٹر خان نے جمعہ کو سول سروسز افسران کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اگر جواب دہی نہیں ہوگی تو ملک کو بچایا نہیں جاسکتا ہے۔انہوں نے کہا کہ تیسری دنیا کے ملک بدعنوانی کی وجہ سے ہی غریب ہیں۔(یواین آئی)

یمن میں ہیلی کاپٹر حادثے میں دو سعودی پائلٹ ہلاک

یمن کے مشرقی صوبے المہرہ میں جمعہ کے روز ایک ہیلی کاپٹر حادثے کا شکار ہوگیا جس میں سعودی عرب کے دو پائلٹوں کی موت ہوگئی ہے۔سعودی پریس ایجنسی نے اتحادی فوج کے حوالے سے بتایا کہ یہ حادثہ ہیلی کاپٹر میں تکنیکی خرابی کے سبب پیش آیا۔(یواین آئی)

امریکہ میں مسلح شخص نے اندھا دھند فائرنگ کر کے ۵/افراد کو موت کے گھاٹ اتارا

امریکہ میں فائرنگ کے بڑھتے ہوئے واقعات میں ایک واقعہ کا اور اضافہ ہوگیا ہے،امریکی ریاست کیلیفورنیا کے شہر بیکرزفیلڈ میں ایک مسلح شخص نے فائرنگ کر کے ۵/افراد کو موت کے گھاٹ اتاردیا،بعدازاں مشتبہ شخص نے خود کو گولی مار کر خودکشی کرلی۔امریکہ میں فائرنگ کے تواتر سے ہونے والے واقعات نے دنیا کی سپر طاقت کہلانے والے ملک کی اندرونی سیکورٹی کی صورتحال کی پول کھول کر رکھ دی ہے۔واضح رہے کہ امریکہ بھر میں فائرنگ کے واقعات میں سیکڑوں امریکی شہری لقمہ اجل بن چکے ہیں،ان واقعات میں قابل ذکر اکتوبر ۲۰۱۷ء میں امریکی شہر لاس ویگاس میں میوزک کنسرٹ کے دوران فائرنگ کے واقعہ میں ۵۸/افراد ہلاک اور ۵۰۰/ سے زائد زخمی ہوئے،پھر نومبر ۲۰۱۷ء میں ریاست ٹیکساس کے ایک چرچ میں فائرنگ سے ۲۶/افراد ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے تھے۔(یواین آئی)

معاشی دباؤ نے چین کو امریکا سے تجارت کے لیے مجبور کردیا: ٹرمپ

امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے کہا ہے کہ معاشی دباؤ میں آکر تجارتی معاہدے کے لیے امریکہ نہیں بلکہ خود چین مجبور ہوا ہے۔امریکی صدر نے سماجی رابطے کی ویب سائٹ ٹویٹر پر امریکی جریدے وال اسٹریٹ میں چھپنے والے آرٹیکل کے مندرجات کی تردید کرتے ہوئے کہا ہے کہ دباؤ کے باعث چین گھٹنے ٹیکنے پر مجبور اور امریکہ سے ''ٹریڈ'' کے لیے راضی ہوا ہے۔امریکی صدر نے کہا کہ امریکی مصنوعات اربوں ڈالر کی تجارت کررہی ہیں۔امریکی معیشت کا سنہرا دور قریب ہے جب کہ چین اپنی معاشی تاریخ کے مشکل وقت سے گزر رہا ہے اس لیے دباؤ کا سامنا چین کو تو ہوسکتا ہے لیکن امریکہ کو نہیں۔واضح رہے کہ امریکی جریدے وال اسٹریٹ میں شائع ہونے والے ایک آرٹیکل میں دعویٰ کیا گیا تھا کہ اقتصادی جنگ چھیڑنے کے دعویدار اور چین پر سخت اقتصادی پابندیاں لگانے والے امریکی صدر معاشی دباؤ کے باعث اب خود چین سے تجارت کرنے پر مجبور ہوگئے ہیں۔(نیوز ایکسپریس پی کے)

امریکہ میں سمندری طوفان ''فلورنس'' کے باعث لاکھوں افراد کی نقل مکانی

امریکہ میں ''فلورنس'' نامی سمندری طوفان کے امریکہ کے کئی شہروں سے ٹکرانے کے خدشہ کے پیش نظر ورجینیا، میری لینڈ، شمالی و جنوبی کیرولینا کے بعد ریاست جارجیا میں بھی ایمرجنسی نافذ کردی گئی ہے،تقریباً ۱۷/لاکھ افراد کو متاثرہ علاقوں سے محفوظ مقام پر منتقل کردیا گیا ہے جب کہ ماہی گیروں کے سمندر میں جانے پر پابندی بھی لگادی گئی ہے۔امریکی محکمہ موسمیات کے مطابق سمندری طوفان کے نتیجے میں کئی ہفتوں تک مسلسل بارش کے باعث سیلاب کی صورتحال پیدا ہوسکتی ہے،اس کے علاوہ لاکھوں ڈالر کی املاک کے تباہ ہونے کا خطرہ بھی موجود ہے۔مقامی انتظامیہ نے طوفان کی وجہ سے تباہی کی صورت میں ۳۰/ارب ڈالرز کے نقصان کا اندیشہ ظاہر کیا ہے،دوسری جانب ریسکیو آپریشن کے لیے فوج کو بھی الرٹ کردیا گیا ہے۔(نیوز ایکسپریس پی کے)

طیب اردگان کا جائیداد کی خرید و فروخت ملکی کرنسی میں کرنے کا حکم

ترکی کے صدر رجب طیب اردگان نے تمام ترک باشندوں کے لیے جائیداد کی خرید و فروخت ملکی کرنسی لیرا میں کرنے کا حکم نامہ جاری کردیا۔اس صدارتی حکم نامے میں غیر ملکی کرنسیوں میں ہونے والے تمام پراپرٹی معاہدوں کو لیرا میں منتقل کرنے کے لیے ۳۰/دن کی مہلت دی گئی ہے۔حکم نامے میں ریئل اسٹیٹ اور پراپرٹی ڈیلروں کو پابند کیا گیا ہے کہ جائیداد کی خرید و فروخت کے ساتھ ساتھ مکانات یا اپارٹمنٹس کے کرائے بھی ترک کرنسی میں طے کیے جائیں اور ان معاہدوں میں شامل تمام غیر ملکیوں کو بھی ترک لیرا کا استعمال کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔واضح رہے کہ رواں سال میں اب تک امریکی ڈالر کے مقابلے میں لیرا چالیس فیصد تک اپنی قدر کھوچکا ہے جس سے ترک معیشت کو زبردست جھٹکا لگا ہے،ترک صدر نے لیرا کو مستحکم کرنے کے لیے کئی اقدامات کیے ہیں اور یہ نیا حکم نامہ بھی ملکی کرنسی کو سہارا دینے کا ایک قدم ہے۔(نیوز ایکسپریس پی کے)

یمن میں فضائی حملہ میں ۸۴/افراد ہلاک

شورش زدہ یمن میں ایک بار پھر اتحادی و یمن فوجوں اور حوثیوں باغیوں کے درمیان جھڑپوں میں شدت آگئی ہے۔اس سے قبل بحیرہ احمر کے ساحل پر واقع شہر الحدیدہ میں اقوام متحدہ کے امن مذاکرات کے انعقاد میں ناکامی کے بعد ہونے والی جھڑپ اور فضائی حملوں سے ۸۴/افراد ہلاک ہوگئے۔غیر ملکی خبر رساں ادارے اے ایف پی کی رپورٹ کے مطابق حوثیوں کے زیر تسلط صوبہ الحدیدہ کے ذرائع کا کہنا تھا کہ مذاکرات کے منسوخ ہونے کے بعد سے ۱۱/فوجی اور ۷۳/باغی ہلاک ہوچکے ہیں۔اس جھڑپ کے نتیجے میں درجنوں باغی اور کم از کم ۱۷/فوجی بھی زخمی ہوئے ہیں۔اتحادی فوج نے یمن میں ۷۰/فیصد غذا اور دیگر امدادی وسائل کے تمام راستوں کو بلاک کر رکھا ہے۔(قومی آواز)

بزنس، روزگار و کیریر

دہلی اور ممبئی ایرپورٹ کو دنیا کے بہترین ہوائی اڈے کا خطاب

بین الاقوامی ایرپورٹ کونسل (اے سی آئی) نے دہلی کے اندرا گاندھی بین الاقوامی ہوائی اڈہ اور ممبئی کے چھترپتی شیواجی بین الاقوامی ہوائی اڈہ کو خدمت کے معیار کے لحاظ سے مشترکہ طور پر دنیا کا سب سے بہترین ہوائی اڈہ قرار دیا ہے۔کونسل نے سال ۲۰۱۷ء کی کارکردگی کی بنیاد پر مختلف زمرے میں ہوائی اڈوں کو نوازا،جس میں ہندوستان کے ۱۱/ہوائی اڈے شامل ہیں۔دہلی اور ممبئی ہوائی اڈوں کو سالانہ چار کروڑ سے زائد مسافروں کی آمدورفت والے ہوائی اڈوں میں دنیا میں بہترین منتخب کیا گیا ہے۔(یواین آئی)

سی بی آئی نے مودی کی اجازت سے مالیا کو بھگایا: راہل گاندھی

کانگریس صدر راہل گاندھی نے شراب کاروباری وجے مالیا کے خلاف سی بی آئی کی گرفتاری نوٹس کو اطلاعاتی نوٹس میں تبدیل کرنے کے ضمن میں ویزاعظم نریندر مودی پر براہ راست حملہ کرتے ہوئے کہا کہ جانچ ایجنسی وزیر اعظم کے حکم کے بغیر نوٹس نہیں بدل سکتی۔راہل گاندھی نے جمعہ کو اپنے ٹوئٹ میں لکھا: ''وجے مالیا کا بھاگنا اسی وقت ممکن ہو پایا جب سی بی آئی نے اس کی گرفتاری نوٹس کو اطلاعاتی نوٹس میں بدلا۔سی بی آئی وزیر اعظم کو رپورٹ پیش کرتی ہے۔یہ ناقابل یقین ہے کہ سی بی آئی نے اس ہائی پروفائل معاملے میں وزیر اعظم کی اجازت کے بغیر گرفتاری نوٹس کو تبدیل کردیا۔'' راہل گاندھی نے پریس کانفرنس میں الزام لگایا کہ مالیا کے خلاف نوٹس کو بدلنے کے پیچھے وزیر اعظم کی براہ راست مداخلت تھی،اس لئے نوٹس کو بدلا گیا اور بینکوں کے نو ہزار کروڑ روپئے لیکر مالیا بیرون ملک فرار ہوگیا۔مالیا کو بھگانے میں سراسر حکومت کا ہاتھ ہے۔(قومی آواز)

انسانی ترقی کے انڈیکس میں ہندوستان کی درجہ بندی میں بہتری

انسانی ترقی کی فہرست میں ہندوستان کی رینکنگ میں ایک مقام کی بہتری آئی ہے اور وہ 130 ویں مقام پر پہنچ گیا ہے۔اقوام متحدہ کے ترقیاتی پروگرام (یواین ڈی پی) کی جانب سے سال 2017 کے لئے جاری کی گئی رپورٹ میں ہندوستان کا انڈیکس 0.640 رہا اور وہ 189 ممالک کی فہرست میں 130 ویں مقام پر پہنچ گیا ہے۔انڈیکس کی بنیاد پر ہندوستان کو متوسط انسانی ترقی کی فہرست میں رکھا گیا ہے۔(یواین آئی)

چین میں ایغور مسلمانوں کے گھروں پر 'کیوآر کوڈ' کے ذریعہ نظر

چین میں مسلمانوں کو پریشان کیے جانے اور خصوصی طور پر ایغور مسلمانوں کے حقوق کی خلاف ورزی کا معاملہ لگاتار سامنے آرہا ہے،اور اب ایک نیا معاملہ منظر عام پر آیا ہے کہ مسلمانوں کے گھروں کے باہر چینی حکومت نے ''کیوآر کوڈ'' لگا رکھا ہے۔اس کوڈ کے ذریعہ وہ ان کی ہر طرح کی سرگرمی پر نظر رکھ رہے ہیں۔اس بات کا انکشاف ہیومن رائٹس واچ (ایچ آر ڈبلیو) نام کے ادارہ نے اپنی رپورٹ میں کیا ہے۔اس رپورٹ کے مطابق یہاں ایغور مسلمانوں کے گھر میں گھسنے سے پہلے افسران گھر کے باہر لگے کیوآر کوڈ کو موبائل سے اسکین کرتے ہیں۔اسمارٹ ڈورپلیٹس کو اپنے موبائل کے ذریعہ اسکین کر افسران ایغور مسلمانوں کی ذاتی جانکاریاں اور ان کے رہن سہن کے بارے میں پوری معلومات حاصل کرلیتے ہیں۔اس رپورٹ میں ایچ آر ڈبلیو کے ڈائریکٹر صوفی رچرڈسن کا کہنا ہے کہ چین کی حکومت بڑے پیمانے پر ایغور مسلمانوں کے حقوق انسانی کی خلاف ورزی کررہی ہے۔یہ بات پہلے ہی ظاہر ہوچکی ہے کہ شن ژیانگ علاقہ میں دہائیوں سے ان مسلمانوں کے خلاف نئی نئی پابندیاں عائد ہورہی ہیں اور ان کے مذہبی پروگرام پر روک بھی لگائے جارہے ہیں۔ان مسلمانوں کو منمانے طریقے سے حراست میں بھی لیا جاتا رہا ہے۔چونکہ یہ علاقہ مسلم اکثریتی علاقہ ہے،اس لیے چینی حکومت کا ظلم ان پر کچھ زیادہ ہی ہے۔(قومی آواز)

جہیز کے لیے ہراساں کرنے پر فوری گرفتاری: سپریم کورٹ

سپریم کورٹ نے اپنے ایک اہم فیصلے میں کہا ہے کہ جہیز کے لیے ہراساں کرنے کا معاملہ درج ہونے کے فوراً بعد اب متاثرہ خاتون کے شوہر اور اس کے سسرال والوں کو گرفتار کیا جاسکتا ہے۔چیف جسٹس دیپک مشرا، جسٹس اے ایم کھانولکر اور جسٹس ڈی وائی چندر چوڑ کی بنچ نے جمعہ کو سپریم کورٹ کے سابقہ فیصلہ میں بڑی ترمیم کرتے ہوئے رشتہ داروں کو ملنے والا قانونی تحفظ ختم کردیا۔(ہمارا سماج)

بہار میں سول جج ۳۴۹/عہدوں پر ہوں گی بحالیاں

بہار پبلک سروس کمیشن (بی پی ایس سی) نے تیسویں بہار جوڈیشیل سروس کے تحت سول جج کے ۳۴۹/عہدوں پر تقرری کا اعلان کیا ہے،ان عہدوں پر تقرری کے لیے اہلیت رکھنے والے امیدواروں سے درخواستیں طلب کی گئی ہیں،ان عہدوں کے لیے آن لائن رجسٹریشن کرانے کا عمل ۸/ستمبر سے شروع ہوچکا ہے،آن لائن رجسٹریشن کرانے کی آخری تاریخ ۲۸/ستمبر ۲۰۱۸ء مقرر ہے۔مکمل طور پر بھرے گئے درخواست فارم کو جمع کرنے کی آخری تاریخ ۹/اکتوبر ۲۰۱۸ء ہے۔ان عہدوں پر قانون میں گریجویٹ کیے ہوئے امیدوار درخواست دینے کے مجاز ہوں گے،عمر کی کم از کم حد ۲۲/سال ہے،جب کہ زیادہ سے زیادہ عمر ۳۵/سال ہونی چاہئے۔بحالی کے لیے دو مرحلہ میں امتحان ہوں گے،تحریری امتحان میں کامیاب ہونے کے بعد امیدواروں کو انٹرویو میں بھی کامیاب ہونا ضروری ہے۔آن لائن فارم بھرنے یا مزید تفصیلات جاننے کے لیے محکمہ کی ویب سائٹ www.bpsc.bih.nic.in پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔محکمہ کابینہ سکریٹریٹ،اردو ڈائرکٹوریٹ کے ڈائرکٹر امتیاز احمد کریمی نے تمام قانون گریجویٹ امیدواروں خاص طور پر اردو کے جانکاروں سے اپیل کی ہے کہ وہ لازمی طور پر ان عہدوں کے لیے رجسٹریشن کریں۔(ہمارا سماج)

طب وسائنس

گردن کا درد

ڈاکٹر سید سراج الدین

گردن کا درد کئی ساری خرابیوں اور بیماریوں کی وجہ سے ہوسکتا ہے اور یہ گردن کے کسی بھی عضلات میں واقع ہوسکتا ہے۔ عام طور پر گردن کا درد پیدا کرنے والے حالات اور امراض کی مثالیں درج ذیل ہیں: ڈی جنریٹیو ڈسک ڈسیز، گردن کی اکڑن، گردن کا زخم جیسے کسی ہتھیار کی ضرب وغیرہ سے پیدا ہونے والا گھاؤ، ہرنیٹڈ ڈسک یا نسوں کا دب جانا وغیرہ۔ گردن کا درد عمومی انفلشن کی وجہ سے بھی ہوسکتا ہے، جیسے گلے کا وائرل انفلشن جس کی وجہ سے گلے کے غدود میں سوجن پیدا ہوکر درد واقع ہوتا ہے۔ گردن کا درد کبھی کمیاب قسم کے انفلشن کی وجہ سے بھی ہوتا ہے جیسے گردن کا دق یا ٹی بی، گردن میں ریڑھ کی ہڈی کا انفلشن) جسے اوسٹیو مائلیٹس اور سپٹک ڈیسیٹس کہا جاتا ہے (اور مینجٹس) جو عام طور پر گردن میں اکڑن بھی پیدا کردیتا ہے (۔ گردن کا درد ان حالات میں بھی پیدا ہوسکتا ہے جو گردن کے عضلات یا گوشت پر اثر کرنے والے ہوتے ہیں، جیسے فائبر ومیالجیا اور پالی میالجیا رھیوماٹیکا اور اس کے علاوہ تکیہ پر سر رکھ کر سونے کے دوران گردن کو غلط انداز میں رکھنے کی وجہ سے بھی گردن کا درد پیدا ہوسکتا ہے، گردن کے درد کو سرویکل پین بھی کہا جاتا ہے۔ گردن کے درد کے سلسلہ میں جو خطرات کے عوامل ہوتے ہیں ان میں کشتی یا فٹ بال کے کھیلوں کے دوران یا پھر موٹر گاڑیوں کے حادثات کے دوران ہونے والے زخم یا ضرب لگنا بھی شامل ہیں۔

علامات:۔ گردن کا درد عام طور پر ہلکے سے درد کے ساتھ جڑا ہوا ہوتا ہے، کبھی کبھی گردن کو ہلانے یا سر گھمانے کی وجہ سے گردن کے درد میں شدت پیدا ہو سکتی ہے۔ بعض اقسام کے گردن کے درد سے جڑی ہوئی علامتوں میں گردن کے عضلات میں بے حسی، جھنجھناہٹ، چھونے پر درد کا ہونا، سخت اور جھٹکے دار درد، بھاری پن، نگلنے میں مشکل محسوس ہونا، رگوں کا مار لینا، سر میں ایک طری کی سنسناہٹ کی آوازیں، چکر یا سر کا بھاری ہوجانا اور گلے کی غدود کا بڑھ جانا وغیرہ بھی شامل ہیں۔ گردن کا درد، سردرد، چہرے کے عضلات میں درد اور ہاتھوں میں بے حسی یا جھنجھناہٹ) جسے بالائی ایکٹریمٹی پارستھیسیاس کہا جاتا ہے (وغیرہ کے ساتھ بھی جڑا ہوا ہوسکتا ہے۔ یہ اضافی علامات عام طور پر گردن کے حصہ میں رگوں یا نسوں کے دب جانے کا نتیجہ ہوا کرتے ہیں۔ اس کی صورت حال پر انحصار کرتے ہوئے بعض مرتبہ گردن کے درد کے ساتھ ہی بالائی پیٹھ یا نچلی کمر کا درد بھی ہوسکتا ہے جیسے عام طور پر اینکی لوزنگ سپانڈیلٹس کی وجہ سے ریڑھ کی ہڈی میں سوزش کی وجہ سے ہوتا ہے۔ بعض مرتبہ درد ہاتھوں میں سے ہوکر گزر سکتا ہے اور ایک یا دونوں ہاتھوں کی حرکت کو محدود کر سکتا ہے۔ لوگوں کو عام طور پر اپنا سر گھمانے یا ہاتھ کو کندھوں کی سطح سے اوپر اٹھانے میں دقت محسوس ہوتی ہے، آپ کو اپنا ہاتھ اوپر اٹھا کر سر میں کنگھی کرنے یا وضو کرنے اور گھر کے دوسرے کام کرنے میں بھی بہت ہی زیادہ مشکل محسوس ہوتی سکتی ہے۔ کار چلانا یا دو پہیہ گاڑی پر سواری کرنا بعض مرتبہ خطرناک ہوسکتا ہے اس لئے کہ آپ آسانی کے ساتھ اپنے سر کو گھما نہیں سکتے ہیں۔

تشخیص کیسے کی جاتی ہے؟:۔ گردن کے درد کے اسباب کی تشخیص کرنے میں یہ بات بہت اہم ہوتی ہے کہ علامات کی پچھلی تاریخ یا ماضی کے حالات پر غور کیا جائے۔ درد کے پرانے حالات کا جائزہ لیتے ہوئے ڈاکٹر درد کا مقام، اس کی شدت، مدت اور درد کے پھیلنے کی صورت حال وغیرہ کا جائزہ لیتے ہیں۔ یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ کیا سر کو گھمانے وغیرہ سے درد میں شدت یا کمی واقع ہوتی ہے، اس کے علاوہ ماضی میں کہیں کوئی ضرب لگی ہے یا ایسا ہی درد ہوا ہے تو اس کے لئے کیا علاج کرایا گیا تھا وغیرہ کی بھی جانچ کی جاتی ہے۔ سر کو کس طرح رکھنے میں درد میں زیادتی یا کمی واقع ہوتی ہے اس کا بھی اندراج کیا جاتا ہے، گردن کو ساکت رکھ کر اور حرکت دینے کے مواقع کے حالات کا بھی جائزہ لیا جاتا ہے ۔گردن کو چھو کر دیکھا جاتا ہے کہ جلد اور عضلات میں کہیں کچھ ڈھیلا پن تو نہیں پیدا ہوا ہے۔ اس بات کا پتہ لگانے کے لئے کہ کہیں اس میں اعصاب کا کوئی دخل تو نہیں ہے اعصابی جانچ بھی کرائی جاتی ہے۔

گردن کے درد کا علاج:۔ عام طور پر جب گھر پر کوئی گردن کے درد کا شکار ہوتا ہے تو ہماری پہلی صلاح یہ ہوتی ہے کہ آرام کیا جائے، درد کو راحت دینے والے کسی تیل کی مالش کی جائے اور ایک یا دو دنوں تک انتظار کیا جائے، اس کے باوجود اگر درد باقی رہتا ہے یا اس میں اضافہ ہوتا ہے تو ہم اسے کسی قریب کے عمومی ڈاکٹر یا خاندانی طبیب کے پاس لے کر جاتے ہیں جہاں عام طور پر کچھ درد کی دوائیاں دی جاتی ہیں اور پھر دوبارہ آرام کرنے کے لئے کہا جاتا ہے۔ لیکن جب علامات جاری رہتی ہیں یا یہ کہ درد میں شدت پیدا ہوجاتی ہے تو پھر عام ڈاکٹر انہیں کسی مخصوص ماہر سے رجوع کرنے کے لئے کہتے ہیں جیسے آرتھوپیڈسٹ، رھیومٹالوجسٹ یا نیورو سرجن وغیرہ جو اپنا علاج شروع کرنے سے پہلے کئی طرح کے ٹسٹ جیسے سی ٹی اسکیان، ایم آر آئی وغیرہ کراتے ہیں تاکہ مرض کی اصلیت اور اس کے اسباب کو پہچان سکیں، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ آپ کو کچھ ذیلی ماہرین صحت سے رجوع کرنے کے لئے کہیں جیسے جسمانی تھیراپسٹ، مالش کے ذریعہ علاج کرنے والے یا آکیوپنکچر کے ماہرین وغیرہ۔ اگر ان میں سے کوئی صورت بھی کام نہیں کرتی ہے تو ڈاکٹر انہیں آخری صورت کے طور پر آپریشن کی صلاح دیتے ہیں۔

گردن کے درد میں حجامہ کے فائدے:۔ البتہ آپ اگر چاہیں تو ان اوپر دئے گئے علاج کے طریقوں میں سے کئی ایک کو چھوڑ سکتے ہیں اور ان کی جگہ کپنگ یعنی حجامہ کے طریقہ علاج کو اختیار کر سکتے ہیں جو آپ کو تیزی کے ساتھ اور بہتر طور پر درد سے راحت فراہم کرسکتا ہے اور اس کے لئے آپ کو زیادہ تکلیف اٹھانے یا کسی طرح کے منفی اثرات کا بھی اس میں خوف نہیں ہوتا۔ دنیا بھر میں ایسے بے شمار معاملات سامنے آئے ہیں کہ کسی مریض کو آپریشن کی صلاح دی گئی تھی یا وہ ہر جانب سے مایوس ہوگیا تھا لیکن اس نے حجامہ کے طریقہ علاج کو اختیار کیا اور مکمل طور پر صحت یاب ہوگیا اور اسے آپریشن بھی نہیں کرانا پڑا تھا۔ الحمدللہ! ہمارے ملک میں بھی ایسے کئی افراد ہیں جو حجامہ کے طریقہ علاج کو اختیار کر رہے ہیں اور اس کے فائدوں سے استفادہ کر رہے ہیں۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ اس کے بارے میں ہم معلومات کو عام کریں اور ہر ایک تک اس بھولی ہوئی سنت کو پہنچانے اور اس کی تجدید کرنے کی جستجو کریں۔ دعا ہے کہ اللہ پاک ہم سب کو اپنی رحمت میں لے لے اور امن وسکون کی دولت سے نواز دے، اللہ پاک ہم پر اپنی رحمت کی بارش برسائے اور ہماری تمام دعاؤں کو قبول فرمائے۔ اللہ پاک ہمارے گناہوں کو معاف فرما کر ہمیں اور ہمارے خاندان والوں کو عمدہ صحت سے سرفراز فرمائے اور ہر قدم پر خوشیوں سے مالا مال کرے، آمین۔

ہفتہ رفتہ　ہفتہ رفتہ　ہفتہ رفتہ　ہفتہ رفتہ　راشد العزیری ندوی

ووٹر لسٹ میں اپنے ناموں کا اندراج کروائیں۔ ناظم امارت شرعیہ

ووٹ دینا ہمارا جمہوری حق ہے۔ اس سے جمہوریت کو تقویت ملتی ہے۔ ووٹ کی طاقت سے ہم اپنی پسند کے ممبران وحکمراں کا انتخاب کرتے ہیں، اس لیے بہت ضروری ہے کہ ووٹر لسٹ میں ہمارا نام درج ہو، یہ باتیں امارت شرعیہ کے ناظم مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے عام مسلمانوں سے اپیل کرتے ہوئے کہیں، انہوں نے کہا کہ جن لوگوں کی عمر یکم جنوری ۲۰۱۹ء کو ۱۸/ سال پوری ہونے جارہی ہے، وہ لازمی طور پر اپنا نام ووٹر لسٹ میں اندراج کرائیں، اس کے لیے رہائشی اور شناختی ثبوت کے ساتھ الیکشن کمیشن کے ذریعہ تیار کئے گئے فارم کی خانہ پری کریں، اس کے بعد ہی ووٹر لسٹ میں نام شامل ہوگا، الیکشن کمیشن نے یکم ستمبر سے ۳۱/ اکتوبر تک ووٹر لسٹ میں ناموں کے اندراج کا سلسلہ شروع کیا ہے، مقرر کردہ تاریخوں کے بعد یہ کام انتہائی مشکل ہوجائے گا، اس لیے جن لوگوں کے نام پہلے سے درج ہیں، وہ ووٹر لسٹ کو چیک کرلیں کہ نام موجود ہے، یا کسی وجہ سے حذف ہوگیا ہے، لوگوں کو چاہیے کہ وہ لازمی طور پر ووٹر لسٹ میں اپنا نام جانچ لیں۔ اس کے علاوہ آن لائن بھی ووٹر لسٹ دیکھا جا سکتا ہے۔ آن لائن دیکھنے کے لئے ویب سائٹ https://eci.nic.in/eci_main1/Linkto_erollpdf.aspx پر پوری تفصیل ضروری معلومات کے اندراج کے بعد دیکھا جا سکتا ہے۔ اگر نام شامل نہیں ہے تو دوبارہ درج کرائیں نام، عمر اور پتے کی جانچ بھی اچھی طرح کرلیں؛ تاکہ غلط ہو تو صحیح ہوجائے، الیکشن کمیشن کے نمائندے آپ کی مدد کے لیے ہمہ وقت تیار رہیں گے، اگر کسی علاقہ میں اہلکار ٹال مٹول سے کام لے رہے ہیں تو فوراً اعلیٰ عہدے داران DM یا ADM اور BDO سے رابطہ کریں اس کے باوجود اگر کوئی دشواری ہو تو امارت شرعیہ سے فوراً رابطہ کریں اور ہرگز کوتاہی وغفلت نہ برتیں، ورنہ مستقبل میں ان کے لیے مشکل مسائل پیدا ہوسکتے ہیں۔ اس کام کو ترجیحی بنیاد پر شروع کردیں، مساجد کے ائمہ کرام، مدارس کے علماء کرام، نقبا امارت شرعیہ اور سماج کے دانشور اصحاب، ملی وسماجی شخصیات نوجوان طلبہ وطالبات جنگی پیمانے پر اس کام کی اہمیت سے لوگوں کو واقف کرائیں، ائمہ کرام اسے ملی فریضہ سمجھ کر مساجد سے لوگوں کو اس کی اہمیت بتائیں گاؤں میں نوجوان اور تعلیم یافتہ افراد پر مشتمل ایک کمیٹی بنائیں، اس سے متعلق پمفلٹ لوگوں کے درمیان تقسیم کریں اور عام گذرگاہوں، نشست گاہوں پر اسے چسپاں کریں، شہروں سے لے کر گاؤں تک آباد تعلیم یافتہ خواتین کے ذریعہ بھی خواتین میں ووٹر لسٹ میں نام اندراج کے تعلق سے بیداری پیدا کریں۔ الغرض کام کی اہمیت کو سمجھ کر فوری طور پر اس پر عمل شروع کردیں۔

۲۳/ ستمبر کو امارت شرعیہ کی سالانہ مجلس شوریٰ کا اجلاس

ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے ایک اخباری بیان میں کہا کہ امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم کے مشورہ واجازت سے امارت شرعیہ بہار، اڑیسہ وجھارکھنڈ کی مجلس شوریٰ کا اجلاس مورخہ ۲۳/ستمبر ۲۰۱۸ء روز اتوار بوقت ۱۰/ بجے دن کانفرنس ہال امارت شرعیہ میں طلب کیا گیا ہے، جس میں شعبہ جات امارت شرعیہ کی یک سالہ کارکردگی، تنظیم امارت شرعیہ کے استحکام وغیرہ کے علاوہ ملک میں بڑھتے ہوئے نفرت کے ماحول کے سدباب کے لئے حکمت عملی بنانے پر غور کیا جائے گا۔ اجلاس کا دعوت نامہ وایجنڈا ارکان شوریٰ اور مدعوئین کرام کے نام ارسال کردیا گیا ہے، اور ان سے درخواست کی گئی ہے کہ اجلاس کی اہمیت کے پیش نظر ضرور شرکت فرمائیں اور ایسا نظام بنائیں کہ اگر ضرورت محسوس ہوئی تو بعد نماز مغرب اجلاس کی دوسری نشست میں بھی آپ شریک ہوسکیں تاکہ آپ کے قیمتی آراء سے استفادہ کا موقع مل سکے۔

اکتوبر میں سردار پٹیل کے طویل ترین مجسمے کا افتتاح

وزیر اعظم نریندر مودی گجرات میں نرمدا کے سردار سرو ور میں 31 اکتوبر کو سردار ولبھ بھائی پٹیل کے یوم پیدائش کے موقع پر دنیا کے سب سے بڑے مجسمہ کا افتتاح کریں گے۔ گجرات کے وزیر اعلی وجے روپانی نے صحافیوں کو بتایا کہ سردار پٹیل کا مجسمہ ملک کی یکجہتی اور سلامتی کی علامت ہے۔ انھوں نے کہا کہ 182 میٹر بلند اس مجسمہ کی تعمیر کا کام تقریباً مکمل ہوچکا ہے۔ اس میں تقریباً ڈیڑھ سو ٹن لوہے کا استعمال ہوا ہے۔ اس مجسمہ کے لیے پورے ملک سے لوہا، پانی اور مٹی جمع کی گئی تھی۔ انھوں نے کہا کہ کانگریس نے جواہر لعل نہرو کو ہمیشہ آگے رکھا تھا اور سردار پٹیل کو پیچھے۔ انھوں نے کہا کہ ملک کی یکجہتی اور سلامتی کو مضبوط کیا تھا لیکن آج کچھ لوگ اسے توڑنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ واضح رہے کہ وزیر اعظم مودی نے 2013 میں اس مجسمہ کی تعمیر کا اعلان کیا تھا۔

برطانوی حکومت طلاق کا قانون بدلنے کے لیے کوشاں

برطانوی حکومت ان دنوں طلاق کے اقدامات کو آسان بنانے کے لیے کوشاں ہے۔ اس پیش رفت کی بنیاد ایک مقامی خاتون کا وہ مقدمہ بنا جس میں اُنہیں شادی سے ناخوش ہونے کے باوجود شوہر کے ساتھ رہنے کا فیصلہ سنایا گیا۔ رواں برس جولائی میں عدالت عظمی نے اپنے ایک فیصلے میں ٹینی اوانز نامی خاتون کو شادی برقرار رکھنے کا حکم دیا تھا۔ ٹینی کی شادی کو 40 برس گذرے وہ اپنے شوہر کو چھوڑنا چاہتی تھیں۔ مقدمے کے ججوں نے اسے "انتہائی پریشان کُن" قرار دیا تاہم اُن کا کہنا تھا کہ وہ ملک میں طلاق کے قوانین کے پابند ہیں۔ برطانیہ کا قانون یہ شرط عائد کرتا ہے کہ شریک حیات پر نامناسب برتاؤ، بدکاری یا فرار ثابت کیا جائے اور یا پھر دونوں فریقوں کے طلاق پر متفق ہونے تک پانچ سال کے لیے علاحدگی کردی جائے۔ گذشتہ دنوں ایک نیوز ویب سائٹ نے بتایا کہ برطانوی وزراء اس قانون کی اصلاح کے لئے مشاورت کا آغاز کریں گے۔

”ابراج کدائی“ دنیا کا سب سے بڑا ہوٹل

لگتا ہے مستقبل میں سعودی عرب بلند و بالا اور وسیع ترین عمارات والی سرزمین متحدہ عرب امارات سے بازی لے جانے والا ہے۔ایک طرف دنیا کی بلند ترین عمارت جدہ ٹاور کا تعمیراتی کام جاری ہے تو دوسری جانب سعودی عرب نے دنیا کا سب سے بڑا ہوٹل بنا ڈالا ہے۔مکہ المکرّمہ میں تعمیر کیا گیا یہ ہوٹل 14 لاکھ اسکوائر میٹر کے رقبے پر پھیلا ہوا ہے، جس میں 10 ہزار کمرے بنائے گئے ہیں جبکہ پارکنگ میں 3 ہزار کاریں بیک وقت کھڑی ہوسکتی ہیں۔اس کے علاوہ ہوٹل میں 12 ٹاورز اور 4 ہیلی پیڈز بھی ہیں۔سعودی حکومت اس ہوٹل کی تعمیر کے لیے مجموعی طور پر 3.5 ارب ڈالرز خرچ کرے گی، دس ہزار کمروں پر مشتمل اس ہوٹل کا پانچواں فلور شاہی خاندان کے لیے مختص کیا گیا ہے۔ یہ ہوٹل مسجد الحرام سے صرف دو کلومیٹر پر واقع ہے، جہاں ہر سال لاکھوں عازمین حج اور عمرہ زائرین رہائش اختیار کرسکیں گے۔ بلڈنگ میں موجود 10 ہوٹل میں 4 اسٹارز سہولیات فراہم کی جائیں گی جبکہ دو ہوٹل میں 5 اسٹار سہولیات دی جائیں گی اور ان کے کمرے اہم افراد کے لیے مختص کیے جائیں گے۔ ہوٹل کی تعمیر کے لیے رقم سعودی وزیر خزانہ نے فراہم کی ہے۔ ہوٹل کی عمارت اتنی بلند ہے کہ یہاں سے شہر کے دوسرے علاقے اور چھوٹے قصبے دکھائی دیتے ہیں۔ دنیا بھر میں زیر موضوع ابراج کدائی کا آئیکونک اسٹرکچر ایسا ہے جس پر ہوٹل انڈسٹری لازمی طور پر فخر کرے گی۔اس ہوٹل کی تعمیر سعودی عرب کے مشہور بلڈر بن لادن گروپ کے ذمہ تھی، کچھ مسائل کی وجہ سے اس کی تعمیر دو سال تک رکی رہی، لیکن تمام تر رخنوں کے باوجود یہ ہوٹل پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا ہے۔اس کے 12 زرد، سبز اور سنہرے ٹاورز اسے 45 منزلہ عمارت کی شکل دیتے ہیں۔عربی اور اسلامی طرز تعمیر کا یہ شاہکار، روایتی صحرائی قلعہ کا منظر پیش کرتا ہے۔ابراج سے پہلے دنیا میں پہلے نمبر پر ماسکو کا ہوٹل ازمالوا تھا، جس کے کمروں کی تعداد 7500 ہے اور یہ 1980ء سے مہمانوں کو خوش آمدید کہہ رہا ہے۔دوسرا بڑا ہوٹل امریکی شہر لاس ویگاس میں واقع ایم جی ایم گرینڈ اینڈ سلنیچر ہوٹل تھا، جو 6672 کمروں پر مشتمل ہے۔اس کے بعد ملائیشیا کے دی فرسٹ ہوٹل کی، جس کے کمروں کی تعداد 6118 ہے۔ چوتھے نمبر پر امریکی ریاست فلوریڈا کے علاقے اورلینڈو میں 5658 کمروں پر مشتمل ڈزنی آل اسٹار ہوٹل ہے۔ پانچویں پوزیشن 4748 کمروں والے لاس ویگاس کے دی وائن اینڈ اینکور نے حاصل کر رکھی تھی۔ چھٹے نمبر پر بھی لاس ویگاس کا دی لیکسر ہوٹل تھا، جس کے 4400 کمرے ہیں۔ساتویں نمبر پر بھی لاس ویگاس کا 4337 کمروں والا مینڈیلے بے ہوٹل تھا۔ اس کے بعد آٹھویں نمبر پر تھائی لینڈ کا ہوٹل ایمبیسیڈر سٹی تھا، جو 4210 کمروں پر مشتمل ہے اور اسے تھائی لینڈ کا سب سے پرانا ہوٹل قرار دیا جاتا ہے۔نویں نمبر پر پھر لاس ویگاس کا ہوٹل وینشین آتا تھا۔ 4027 کمروں پر مشتمل اس ہوٹل کا افتتاح 1999ء میں کیا گیا۔دنیا میں دسویں نمبر پر رہنے والے ایلسیلیبر ہوٹل کا افتتاح لاس ویگاس میں 2008ء میں کیا گیا، جو 3981 کمروں پر مشتمل ہے۔

’جامعہ الازہر‘ کے ترجمان میگزین نے ’حجاب‘ اتار دیا

مصر کی سب سے بڑی اور معتبر دینی درس گاہ ’جامعہ الازہر‘ کے ترجمان جریدے ’صوت الازہر‘ کے سرورق پر حال ہی میں شائع ہونے والی خواتین کی غیر حجاب تصاویر نے ملک کے عوامی اور مذہبی حلقوں میں ایک نیا تنازع کھڑا کردیا ہے۔ ’العربیہ ڈاٹ نیٹ‘ کے مطابق ’جامعہ الازہر‘ نے یہ کہہ کر ان تصاویر کی اشاعت کا دفاع کیا ہے کہ ایسا جامعہ کے سربراہ ڈاکٹر احمد الطیب کی خواتین کی ہراسانی کے خلاف جاری بیان کی حمایت میں کیا گیا ہے جب کہ مذہبی حلقوں کا کہنا ہے کہ جامعہ الازہر ضرورت سے زیادہ ’لبرلزم‘ کا مظاہرہ کررہی ہے۔خیال رہے کہ جامعہ الازہر کے ترجمان میگزین ’صوت الازہر‘ کے سرورق پر حال ہی میں 30 خواتین کی تصاویر شائع کی گئی تھیں۔ ان میں سماجی کارکنان، انسانی حقوق کی کارکنوں، ہراسانی کے خلاف کام کرنے اور دیگر شعبوں میں خدمات انجام دینے والی معتبر خواتین کی تصاویر شائع کی گئی تھیں۔ان میں سے بعض تصاویر میں خواتین کے سر کے بال ننگے ہیں اور بعض نے حجاب پہن رکھا ہے۔ جریدے کے اداراتی نوٹ میں ’امام السند‘ کے الفاظ کے ساتھ اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ یہ تصاویر ادارے کے سربراہ الشیخ الازہر کے اس بیان کی حمایت میں شائع کی گئی ہیں جس میں انہوں نے ملک میں خواتین کی جنسی ہراسانی کی مذمت کی تھی۔ ’العربیہ ڈاٹ نیٹ‘ نے اس معاملے کا اپنے طور پر کھوج لگایا تو پتا چلا کہ جب سے جریدے کی ادارت صحافی احمد الصاوی کو سپرد کی گئی ہے جریدے کا ’انداز‘ تبدیل ہوگیا ہے۔اس کے سرورق اور اندرونی صفحات پر تصاویر پہلے سے مختلف انداز میں شائع ہورہی ہیں۔اس سے قبل جریدہ مصر کی خواتین وزیروں کی تصاویر اس لیے شائع نہیں کرتا تھا کہ وہ غیر حجاب ہوتی تھیں مگر اب یہ پالیسی تبدیل ہوگئی ہے۔جریدے کے چیف ایڈیٹر احمد الصاوی نے ’العربیہ ڈاٹ نیٹ‘ سے بات کرتے ہوئے کہا کہ خواتین کی غیر حجاب تصاویر کی اشاعت جامع الازہر کے سربراہ کے خواتین کی جنسی ہراسانی کے خلاف جاری کردہ ایک بیان کی حمایت ہے۔ان کا کہنا تھا کہ شیخ الازہر کے بیان میں خواتین کے کسی مخصوص لباس پر اصرار نہیں کیا گیا اور نہ ہی مذہب کی بنیاد پر اس کی کوئی تفریق کی گئی ہے۔جامعہ الازہر کے ترجمان جریدے کی طرف سے متنازع تصاویر کی اشاعت پر سوشل میڈیا پر ملا جلا ردعمل دیکھا جارہا ہے۔بعض شہریوں نے دینی درسگاہ کے جریدے پر غیر حجاب خواتین کی تصویروں کی اشاعت کو جامعہ کی پالیسی پر سوالیہ نشان قرار دیا ہے۔

بقیہ ماہ محرم اور عاشوراء کی فضیلت .... بہرحال عاشوراء کا دن مبارک اور محترم دن ہے، وہ کوئی منحوس اور ماتم کا دن نہیں ہے، اسلامی نقطہ نظر سے کوئی مہینہ اور کوئی دن منحوس نہیں ہے، سب دن بابرکت ہیں، خصوصا محرم کا مہینہ اور عاشوراء کا دن تو تاریخی دن ہے، خاص فضیلت واہمیت کا حامل ہے، اس دن حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا سانحہ غم واندوہ اور رنج وافسوس کا باعث ہے؛ لیکن اس میں عبرت کا پہلو یہ ہے کہ اس دن حضرت نواسہ رسول نے اپنی جان کی قربانی حق کی خاطر پیش کی اور ثابت کردیا کہ اسلام میں خلیفہ اور امیر کا انتخاب صلاح وتقویٰ اور اہلیت کی بنیاد پر ہوگا، یہاں قیصر وکسریٰ کی سنت پر عمل نہیں کیا جائے گا کہ باپ کے بعد بیٹا تخت نشیں ہو، یہ خوشی اور فخر کی بات ہے کہ نواسہ رسول نے اپنی اپنے اہل بیت کی قربانی پیش کرکے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو زندہ کیا، جہاں تک شہادت کی بات ہے تو خلفائے راشدین جو پوری امت میں سب سے افضل ہیں، ان میں صدیق اکبر کے علاوہ باقی تین خلفا حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت سب شہید ہیں اور بالاتفاق یہ تینوں حضرت امام حسین سے افضل ہیں تو کیا ان کی شہادت کے دن کو بھی ماتم کا دن بنایا جائے گا؟

امارت شرعیہ قابل فخر ادارہ

خدا کے فضل وکرم سے مجھے چند دن امارت شرعیہ میں ٹھہرنے کا موقع ملا، میں اس ملی وفاہی تنظیم کا بہت شکر گذار ہوں، خاص طور سے جو مسلمانوں کے لئے اور دوسرے طبقہ کے لئے بھلائی کا کام کررہی ہے، جو حضرت امیر شریعت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب اور ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب کی قیادت میں چل رہی ہے، میں مزید اس بات سے مطمئن ہوں کہ یہاں کے تمام ذمہ داران، حضرات قضاۃ وکارکنان اپنی کوشش میں لگے ہوئے ہیں، اسلامی کلچر کی ترقی وطن کی فلاح وبہبود اور دنیاوی امن وچین کے لئے فکرمند ہیں، یہاں پر انسانیت کی بیج اگائی جاتی ہے، خاص طور سے یہ ادارہ سماج کے ضرورت منداور جو مسائل سے گھرے رہتے ہیں ان کی یہ مدد کرتا ہے، اور دور دراز سے آئے ہوئے مہمانوں کے رہنے سہنے اور کھانے پینے کا معقول انتظام کرتا ہے، امارت شرعیہ میں میرے رہنے کے دوران میری ملاقات مولانا طارق انور رحمانی سے ہوئی جن سے مجھے اسلامی نقطۂ نظر سے جانکاری حاصل ہوئی۔اللہ تعالیٰ دنیا کے تمام حصوں میں ایسا ادارہ قائم کرنے کی توفیق دے جو دنیا کی ترقی کے لئے کام کرے، اخیر میں تمام خاص وعام لوگوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ آگے آئیں اور اس ادارہ کی مدد کریں تاکہ ادارہ اور آگے بڑھے اور انسانی ترقی کی طرف مائل ہو، میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس ادارہ کو مزید ترقیوں سے نوازے اور ہم سب کے ساتھ اللہ کی مدد شامل حال رہے۔

پروفیسر ڈاکٹر ایم، ایس دیوراجی
شعبہ انگریزی آر، ایل، ایس، وائی کالج، بتیا، بہار

اعلان مفقود الخبری

● مقدمہ نمبر ۹۷/۱۹/۱۱۰/۳۹ھ (متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ سوپول دربھنگہ) رئیسہ خاتون بنت ممد سوکھو مقام اسری ڈاکخانہ ارگاہ وایہ بہیڑی تھانہ بیرول ضلع دربھنگہ۔مدعیہ۔بنام۔محمد کلام بن محمد مختار مرحوم مقام اسری ڈاکخانہ ارگاہ تھانہ بیرول ضلع دربھنگہ۔مدعا علیہ۔اطلاع بنام مدعا علیہ۔مدعا علیہ محمد کلام کو اطلاع دی جاتی ہے کہ آپ کی منکوحہ نے دارالقضاء سوپول دربھنگہ میں فسخ نکاح کا مقدمہ دائر کیا ہے، مدعیہ کا دعویٰ ہے کہ آپ چھ سالوں سے بیوی اور بچے کے جملہ حقوق وواجبات سے غافل ہوکر دہلی کے مضافات مین روپوش ہوکر زندگی گذار رہے ہیں۔لہذا آپ کو اس اعلان کے ذریعہ آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں مورخہ ۱۶؍اکتوبر ۲۰۱۸ء مطابق ۷؍صفر ۱۴۴۰ھ بروز منگل بوقت دس بجے دن دو معتبر گواہ کے ساتھ دارالقضاء سوپول ضلع دربھنگہ حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔مدعا علیہ اپنا اور اپنے گواہوں کا آدھار کارڈ ساتھ لائیں۔بصورت عدم حاضری مقدمہ فیصل کیا جاسکتا ہے۔فقط۔
قاضی شریعت

● مقدمہ نمبر ۲۳/۱۸۷/۳۹ھ (متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ ابابکر پور ویشالی) اجمیری خاتون بنت محمد نظیر انصاری مقام کیلا جلال پور ڈاکخانہ سلیم پور، ڈومریا تھانہ گرول ضلع ویشالی۔مدعیہ۔بنام۔محمد عطاءل ولد محمد تجمل مرحوم مقام بسنت ٹولہ بازار ڈاکخانہ رام پور ہری تھانہ اورائی ضلع مظفر پور۔مدعا علیہ۔اطلاع بنام مدعا علیہ۔مقدمہ ہذا میں مدعیہ ساکنہ مذکورہ بالا نے آپ کے خلاف دارالقضاء ابابکر پور ضلع ویشالی میں عرصہ تقریبا ایک سال سے غائب ولاپتہ ہونے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ کیا ہے۔لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں، آئندہ تاریخ پیشی ۷؍صفر المظفر ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۶؍اکتوبر ۲۰۱۸ء بروز منگل کو خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں بوقت ۹؍بجے دن حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ مذکورہ تاریخ پر حاضر نہیں ہونے اور پیروی نہیں کرنے کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

● مقدمہ نمبر ۱۸۰/۲۳۲۸۳/۳۹ھ عرفہ تبسم عرف گلشن بانو بنت ریاض احمد، مقام دناڑا، ڈاکخانہ دولت پور تھانہ بھگوان گنج ضلع پٹنہ۔مدعیہ۔بنام۔محمد شمیم ولد وحید الرحمٰن مرحوم مقام رائے پور ڈاکخانہ رائے پور تھانہ نان پور ضلع سیتامڑھی۔مدعا علیہ۔اطلاع بنام مدعا علیہ۔مقدمہ ہذا میں مدعیہ ساکنہ مذکورہ بالا نے آپ کے خلاف مرکزی عدالت دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں عرصہ تین سال سے غائب ولاپتہ ہونے نیز نان ونفقہ ودیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں، آئندہ تاریخ پیشی ۷؍صفر المظفر ۴۰ھ مطابق ۱۶؍اکتوبر ۲۰۱۸ء بروز منگل پر خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں ۹؍بجے دن حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

ووٹرلسٹ میں ناموں کے اندراج کے سلسلہ میں امارت شرعیہ میں عوامی نمائندوں کی میٹنگ

ووٹرلسٹ میں ناموں کے اندراج میں عوامی بیداری لانے کے لئے مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی، امیر شریعت امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کی ہدایت پر شہر پٹنہ ومضافات کی مختلف ملی جماعتوں، اسکولوں کے ذمہ داران، ائمہ مساجد اور وارڈ کونسلروں کی ایک اہم مشاورتی میٹنگ زیر صدارت مولانا انیس الرحمٰن قاسمی ناظم امارت شرعیہ میٹنگ روم امارت شرعیہ میں منعقد ہوئی، جس میں ووٹرلسٹ میں ناموں کے اندراج اور اسکی صحیح کے طریقہ کار پر تفصیلی اور حددرجہ معلوماتی گفتگو ہوئی، شرکاء نے اپنے مفید مشوروں سے میٹنگ کو بامقصد بنایا، ان کی رایوں اور مفید مشوروں کی روشنی میں کئی تجاویز منظور ہوئیں، اور طے پایا گیا کہ محلّہ کی سطح سے لے کر ضلع اور ریاستی سطح تک کمیٹیاں بنائی جائیں، جن میں ہر طبقہ کے لوگوں کو جوڑا جائے اور گھر گھر پہونچ کر وہ ووٹرلسٹ میں ناموں کو شامل کرنے کی ترغیب دی جائے، یہ بھی طے پایا کہ ائمہ مساجد خصوصی طور پر اپنے خطبوں میں ووٹ کی شرعی اہمیت پر روشنی ڈالیں اور لوگوں کے اندر رغبت پیدا کریں کہ اگر ووٹرلسٹ میں نام درج نہیں ہوگا تو مستقبل میں ان کی شہریت مشکوک ہوسکتی ہے۔ جس کے منفی نتائج سامنے آئیں گے، اس اہم کام کے لئے BLO کی شناخت کر کے ان سے اس کام کے لئے مدد لیں، سرکار کی جانب سے وہ اس کام پر مامور ہیں، اور جہاں بھی ممکن ہوسکے پہلے سے BLO اور وارڈ کاؤنسلروں کی میٹنگ بھی رکھی جائے، اس کام کے لئے بہار کے تمام اضلاع میں جنگی پیمانے پر مہم چلانے کے لئے ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی تشکیل دی جائے اور زمینی سطح سے کام کو شروع کیا جائے، جن لوگوں کے نام پہلے سے درج ہیں وہ ووٹرلسٹ میں اپنا نام چیک کرلیں، اگر کوئی خامی وکوتاہی ہے تو اس کو بھی درست کرلیں اور جن لوگوں کی عمر یکم جنوری ۲۰۱۹ء کو ۱۸؍سال مکمل ہورہی ہے وہ ووٹرلسٹ میں نام درج کرالیں، الیکشن کمیشن کی طرف سے وضع کردہ فارم کو اچھی طرح پر کریں اور معلوم کرتے رہیں کہ نام درج ہوا یا نہیں، اس سلسلہ میں الیکشن کمیشن کے کورنمبر پر رابطہ کرتے رہیں۔ آج کی نشست میں امارت شرعیہ کی دعوت پر تامل ناڈو کے دو تجربہ کار اشخاص جناب شفیع اللہ صاحب خازن مجلس تحفظ ختم نبوت وذمہ دار جماعت علماء تامل ناڈو اور جناب حماد صاحب نے طریقہ کار پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ تامل ناڈو میں ہم لوگ مساجد کے دروازے پر عارضی ووٹرلسٹ چسپاں کررہے ہیں تاکہ لوگوں کو معلومات فراہم کیا جاسکے، اور مساجد کو مرکز بنا کر اس کام کو انجام دے رہے ہیں، نوجوانوں، سماجی خدمتگار اور سیاسی حضرات کے تعاون سے بھی اس کام کو انجام دیا جارہا ہے، جس کا فائدہ سامنے آرہا ہے، یہاں بھی اس کو اس نہج پر کرنے کی ضرورت ہے، ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب نے اپنے صدارتی خطاب میں اس حساس معاملہ کو پوری تندہی کے ساتھ انجام دینے کی ضرورت بتلائی اور ہر سطح کی کمیٹیاں تشکیل دینے کی تجویز پر اتفاق کیا، انہوں نے الیکشن کمیشن کی طرف سے مقرر کردہ فارموں کو اردو زبان میں بھی مرتب ہونے پر توجہ دلائی اور بتایا کہ عنقریب ایک وفد متعلقہ افسران سے اس سلسلہ میں مل کر اپنی بات رکھے گا، نائب ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ نے اس کام کو ہر شخص کے تعاون سے انجام دینے اور حکمت عملی اپنانے کی ضرورت پر زور دیا اور بتایا کہ امارت شرعیہ ائمہ کرام، نقباء ونائبین نقباء، ارباب حل وعقد اور حضرات قضاۃ کو مسلسل فون کیا جارہا ہے کہ وہ اس کام کو مہم کی شکل میں انجام دیں مساجد کے ذریعہ اس کا اعلان کریں، تعلیم یافتہ نوجوان اس کام میں شریک ہوں، ہم جس حلقہ میں رہتے ہیں وہاں اگر غیر مسلم بھائی بھی بستے ہوں اور ان کے نام ووٹرلسٹ پر درج نہ ہو تو ان کے ناموں کو شامل کرنے کی بھی کوشش کریں، جناب اصغر صاحب وارڈ کونسلر، مولانا خورشید عالم سلفی مدنی صاحب امیر جمعیۃ اہلحدیث، مولانا سہیل احمد ندوی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ، مفتی سہیل احمد قاسمی صاحب صدر مفتی امارت شرعیہ، مولانا رضوان احمد اصلاحی صاحب امیر حلقہ جماعت اسلامی، جناب مولانا اعجاز کریم صاحب صدر تنظیم ائمہ مساجد، جناب مرزا ذکی احمد بیگ سکریٹری ملی کونسل دہلی، جناب ارشاد اللہ صاحب چیرمین بہار اسٹیٹ سنی وقف بورڈ، جناب افضل حسین صاحب کنویز رابطہ کمیٹی بہار، مولانا محمد عالم قاسمی صاحب کنویز ائمہ مساجد، جناب کوثر خان صاحب وارڈ کونسلر، جناب سمیع الحق صاحب نائب انچارج بیت المال، جناب نجم الحسن نجمی صاحب چیرمین نجم فاؤنڈیشن، جناب صابر حسین صاحب ڈائریکٹر ہولی ویژن اسکول سمن پورہ، انیس احمد اصلاحی، امارت اہل حدیث، جناب معصوم اصلاحی، معروف صحافی جناب انوارالہدی صاحب، جناب ذاکر بلیغ صاحب، جناب شکیل کاکوی صاحب کائنات انٹرنیشنل کاکو جہاں آباد، نے کئی اہم تجاویز روشنی ڈالی اور آخر میں حضرت مولانا محمد قاسم صاحب مظفرپوری قاضی شریعت امارت شرعیہ کی دعا پر مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

بقیات

بقیہ تلک جہیز اور مہر .... اس حکم الٰہی کے ذریعہ مردوں پر نکاح میں مال خرچ کرنے کی ذمہ داری عائد کی گئی ہے، مگر آج اس حقیقت کو بدل دیا گیا ہے اور عورتوں کو نکاح کے لیے مال خرچ کرنا پڑتا ہے اور تلک وجہیز کی صورت میں مرد مہر دینے کے بجائے خود لیتا ہے، جو خدائی حکم کے بالکل الٹا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے کا مال لینے کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے: ’’خبردار! ظلم نہ کرو اور یاد رکھو کسی کا مال (دوسرے کے لیے) جائز نہیں ہے، جب تک کہ اس کے نفس کی خوشی سے حاصل نہ ہو‘‘۔ (مسند الإمام أحمد، حدیث عم أبي حرۃ الرقاشي: ۱۱۳/۵، حدیث نمبر: ۲۰۶۹۵)

موجودہ دور میں جہیز دینے والا چونکہ اندرونی طور پر دل سے خوش نہیں رہتا ہے؛ اس لیے اس کا لینا جائز نہیں ہے؛ بلکہ جو سامان جہیز عورت کو ملتا ہے، ان کا پورے طور پر وہی مالک ہوتی ہے، اس کی ملکیت میں شوہر کا حصہ نہیں ہوتا ہے، البتہ جن سامانوں کو مشترک طور پر استعمال کیا جاتا ہے، شوہر اس کو استعمال کرسکتا ہے۔

آج کل تلک وجہیز لڑکوں کی تعلیمی ڈگری، دولت اور سروس کے حساب سے بڑھتا اور گھٹتا ہے، جس کی وجہ سے اب غریب گھرانوں کے علاوہ متوسط خاندان والوں کے لیے بھی اس کو پورا کرنا مشکل ہوگیا ہے؛ بلکہ یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے کہ بعض لوگوں نے جن کی کئی لڑکیاں تھیں اور وہ ان کی شادی نہ کرسکتے تھے، شرم وعار کی بنا پر خودکشی کرلی؛ بلکہ بعض خاندان کی لڑکیاں سن رسیدہ ہوجاتی ہیں، یا فطری خواہشات کے ہاتھوں مجبور ہوکر غلط راہ بھی اختیار کرلیتی ہیں، اس طرح جہیز کی بڑھتی مانگ نے خاندانی شیرازہ کو بکھیر دیا ہے اور ازدواجی پُرسکون زندگی کی جگہ اب خانہ جنگی کی کیفیت پیدا ہوگئی ہے، گھریلو جھگڑے بڑھ گئے ہیں اور عورتوں پر ظلم میں اضافہ ہوگیا ہے، حالاں کہ شریعت نے نکاح کو ایک عبادت قرار دیا ہے اور اس کو سادگی سے انجام دینے لے لیے فرمایا کہ یہ بابرکت نکاح ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

’’إن أعظم النكاح بركة أيسره مؤنةً‘‘. (مسند الإمام أحمد، مسند عائشۃ رضی اللہ عنہا: ۸۲/۶، حدیث نمبر: ۲۴۵۲۹) (برکت کے اعتبار سے سب سے بہتر نکاح وہ ہے جس میں خرچ کم ہو۔)

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (۱) جس نے کسی عورت سے نکاح عزت کے لیے کیا، اللہ اس کی ذلت میں اضافہ کرے گا۔ (۲) اور جس نے کسی عورت سے مال کے لیے نکاح کیا، اللہ اس کے فقر میں اضافہ کردے گا۔ (۳) اور جس نے کسی عورت کے حسن کے لیے نکاح کیا، اللہ اس کی دناءت میں اضافہ کرے گا۔ (۴) اور جس نے کسی عورت سے نکاح نگاہ کی حفاظت، شرم گاہ کی عصمت اور صلہ رحمی کے لیے کیا، اسے یہ ملے گا اور اللہ ایسی عورت کو شوہر کے لیے بابرکت بنائے گا اور شوہر کو عورت کے لیے بابرکت بنائے گا۔

اس لیے تلک اور جہیز کی اس وبا کو روکنے کے لیے تحریک کی ضرورت ہے، علماء اور ائمہ مساجد اور دانشواروں واصحاب مرتبت مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنی تقریروں، مجلسی گفتگو اور خطبوں میں تلک وجہیز اور اس طرح کے ناجائز ذریعہ سے حصول مال کی حرمت کو واضح کریں اور بتائیں کہ یہ ایک ایسا ظلم ہے، جس میں معاشرہ اجتماعی طور پر شریک ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں تلک وجہیز کی لعنت کو مٹانے کی توفیق عطا کرے۔ (آمین)

بقیہ ملک میں ایمرجنسی جیسے حالات .... اس میں کسی شبہے کی گنجایش نہیں کہ ملک بھر میں جتنی بھی انتہا پسند ہندو تنظیمیں اور ادارے ہیں، ان کے تار مختلف پر پیچ راہوں سے گزر کر آر ایس ایس اور پھر بی جے پی سے جڑے ہوئے ہیں، اس وابستگی کی وجہ سے انھیں خفیہ یا اعلانیہ طور پر بی جے پی کا سیاسی سپورٹ بھی حاصل ہوتا ہے، ابھی بقرعید سے قبل سناتن سنستھا کے ایک سے زائد دہشت گرد گرفتار کیے گئے، جن کے ہاں سے بڑی مقدار میں دھماکہ خیز اشیا، بندوقیں ضبط کی گئیں، ان کے بارے میں یہ بھی پتا چلا کہ وہ مختلف تہواروں کے موقعوں پر مختلف مقامات پر بم بلاسٹ کرنے والے تھے، کئی اہم افراد، سیاست داں، صحافی، سماجی کارکنان و دانشوران بھی ان کے نشانے پر تھے، جنھیں وہ اڑانا چاہتے تھے، پھر یہ بھی پتا چلا کہ معروف خاتون صحافی گوری لنکیش اور ادیب نریندر دابھولکر کے قتل میں اسی تنظیم کا ہاتھ تھا، تو پورے ملک کے کان کھڑے ہوگئے تھے اور سب منتظر تھے کہ ان لوگوں کو کیفرِ کردار تک پہنچانے میں حکومت اور عدلیہ مطلوبہ کردار ادا کریں گے، مگر ٹھیک اسی دوران یہ نیا ڈرامہ اسٹیج کردیا گیا ہے اور لوگوں کے ذہن کو، میڈیا کو، عقلِ عام کو سناتن سنستھا سے موڑ کر مذکورہ بالا سماجی کارکنان کی گرفتاریوں میں الجھانے کی منصوبہ بندی یا سازش کی گئی ہے۔

ان گرفتاریوں کے سلسلے میں سماج کے دانشور، ذی ہوش، قانون داں اور سیاسی لیڈران وانصاف پسند عوام اپنے طور پر احتجاج درج کروا رہے ہیں، ملک کے مختلف شہروں میں پریس کانفرنسوں، احتجاجی مارچوں کے ذریعے مہاراشٹر پولیس اور حکومت کے ذریعے کیے گئے اس اقدام کے خلاف آوازیں بلند کی گئی ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ میڈیا، جو اس طرح کے موقعوں پر حصولِ انصاف اور حکومت کی غلط کاریوں کا پردہ فاش کرنے کے سلسلے میں اہم رول ادا کرسکتا ہے اور جمہوریت کا چوتھا ستون ہونے کی حیثیت سے اس کی یہ ذمے داری بھی ہے، وہ بالکل ہی سرد مہری کا شکار ہے، حکومت نے اس کے گرد ایسا گھیرا تنگ کررکھا ہے کہ مجموعی طور پر میڈیا بھی وہی زبان بولنے پر مجبور ہے، جو حکومت کی منشا ہے؛ چنانچہ ایک طرف سناتن سنستھا کے دہشت گردوں کی گرفتاری، ان کے پاس سے دھماکہ خیز اشیا کی ضبطی کو مین سٹریم میڈیا پوری طرح گول کرگیا، جبکہ دوسری طرف بھیما کورے گاؤں سانحے کے سلسلے میں عام طور پر نہایت منفی رپورٹنگ کی گئی، ملک کے معزز شہریوں کو نکسلائٹ قرار دیا گیا، انھیں ملک مخالف سرگرمیوں میں ملوث بتایا گیا اور حالیہ گرفتاری پر بھی میڈیا نے اپنی ذمے داری کے برخلاف ہی کردار ادا کیا ہے۔

ہندوستانی سیاست کا عمومی مزاج یہ ہے کہ آدی واسیوں اور دلتوں پر ہونے والے مظالم کو ہر حکومت (چاہے کانگریس کی ہو یا بی جے پی کی) یہ کہہ کر صحیح ثابت کرتی رہی ہے کہ یہ کارروائیاں نکسل انتہا پسندوں کے خلاف کی گئی ہیں، مسلمانوں کی مجموعی طور پر، خاص کر انتخابی پس منظر میں اب کوئی سیاسی شناخت نہیں رہی، مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ دلت اور آدی واسی قبائل اب بھی تمام سیاسی پارٹیوں کے لیے بڑے ووٹ بینک کی حیثیت رکھتے ہیں، مگر ان دلتوں اور آدی واسیوں کے حقوق کے لیے کام کرنے والے سماجی کارکنان کی حالیہ گرفتاریوں کے ذریعے حکومت واضح طور پر دلتوں کے موقف، اغراض اور مسائل کے تئیں اپنی بے توجہی کا ثبوت دے رہی ہے، حالاں کہ بی جے پی اور خاص کر مودی تو ایسا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے، جہاں وہ اپنے آپ کو دلتوں کا ہمدرد ومسیحا ثابت کرسکیں، اس وقت پورے ملک سے ہزاروں غریب، دلت، محروم واقلیتی طبقہ سے تعلق رکھنے والے نوجوان بے گناہ جیل میں بند ہیں، جن کے لیے انصاف کی لڑائی ایسے ہی لوگ لڑتے ہیں، اب حکومت نے ان لوگوں کو بھی گرفتار کرکے ان ہزاروں لوگوں کو انصاف سے محروم کرنے کی سمت میں قدم بڑھایا ہے اور یہ باقی ان لوگوں یا اداروں کے لیے خطرے کی گھنٹی بھی ہوسکتی ہے، جو ملک کے مظلوموں، مجبوروں اور دبے کچلے انسانوں کے انصاف کی لڑائی لڑرہے ہیں۔

Volume:56/66,Issue:36 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SH
BIHAR ORISSA JHARKHAND
THE **NAQUEEB** WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

وہ مہرباں ہے تو اقرار کیوں نہیں کرتا
وہ بدگماں ہے تو سو بار آزمائے مجھے
(قتیل شفائی)

نفرت کا ماحول، الیکشن کی تیاری

مولانا محمد ہاشم القاسمی

ملک میں آئندہ سال لوک سبھا کے انتخابات ہونے والے ہیں، کرناٹک میں ہوئے اسمبلی انتخابات میں بی جے پی نے تمام تر ہتھکنڈے اختیار کئے تھے اور اقتدار حاصل کرنے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دی تھی، لیکن اس میں اسے کامیابی حاصل نہیں ہوئی، حالانکہ بی جے پی یہاں سب سے بڑی پارٹی بن کر ضرور ابھری ہے؛ لیکن انتخابی نتائج کے بعد کانگریس نے جس طرح سے حکمت عملی اختیار کرتے ہوئے بی جے پی کو اس کے منصوبوں میں شکست سے دوچار کر دیا، اس کے بعد بی جے پی کے خیمے میں فکر پیدا ہوگئی ہے، اس سے قبل گجرات میں بھی بی جے پی تمام تر ہتھکنڈوں اور کوششوں کے باوجود بمشکل اپنا اقتدار بچا پائی تھی، یہاں کانگریس کی اسمبلی نشستوں کی تعداد لگ بھگ دوگنی ہوگئی تھی اور بی جے پی 150 نشستوں پر کامیابی کا دعویٰ کرنے کے باوجود 100 کے ہندے کو بھی پار نہیں کر پائی تھی، گجرات میں عوام برہمی اور کرناٹک میں کانگریس کی حکمت عملی کے بعد بی جے پی نے اب ایسا لگتا ہے کہ ابھی سے آئندہ انتخابات کی تیاریوں کا آغاز کر دیا ہے، یہی وجہ ہے کہ ملک میں ایک بار پھر فرقہ وارانہ منافرت کا ماحول پیدا کیا جا رہا ہے، ایک بار پھر ملک کو فرقہ پرستی کی آگ میں جھونکنے کی تیار شروع ہو چکی ہیں، ماحول کو پراگندہ کرتے ہوئے ملک کے عوام کو ترقیاتی ایجنڈہ اور مسائل سے دور کرنے کی حکمت عملی اختیار کی گئی ہے اور اس کے لیے کچھ تنظیمیں پوری طرح سے سرگرم ہو چکی ہیں، ایسا نہیں ہو سکتا کہ ان تنظیموں نے خود اپنے طور پر یہ کام شروع کیا ہو، یقینی طور پر یہ سرگرمیاں کچھ مخصوص گوشوں کے اشارے پر شروع ہوئی ہیں اور بی جے پی اس سے خود کو الگ بھی نہیں کر سکتی، ملک میں بی جے پی کی مرکزی حکومت کی کارکردگی سے عوام مطمئن نہیں ہیں اور وزیر اعظم نریندر مودی کی شخصیت کا جادو اب ختم ہونے لگا ہے، جو وعدے انہوں نے انتخابات سے قبل کئے تھے، ان کو کہیں پس پشت ڈال دیا گیا ہے اور ایک مخصوص ایجنڈہ کو آگے بڑھایا جا رہا ہے، ترقیاتی ایجنڈہ ایسا لگتا ہے کہ کہیں پس منظر میں چلا گیا ہے اور اس کو آگے بڑھانے کی نہ کسی کو فکر ہے اور نہ اس کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے، ملک کے عوام کو محض نزاعی اور اختلافی مسائل میں الجھا کر انہیں حقیقی اور اہمیت کے حامل مسائل سے دور کیا جا رہا ہے، یہ بی جے پی کی ہمیشہ سے حکمت عملی رہی ہے اور اب بھی اسی کو آگے بڑھایا جا رہا ہے، بی جے پی کو امید ہے کہ اس بار بھی اس کی یہی حکمت عملی اس کے معاون و مددگار ثابت ہوگی۔

حالیہ عرصہ میں کرناٹک اسمبلی انتخابات کے نتائج اور ریاست میں کانگریس جے ڈی ایس حکومت کی تشکیل کے بعد فرقہ وارانہ منافرت کو بھڑکانے کے منصوبوں پر تیزی سے عمل آوری کا آغاز ہو چکا ہے، ملک کے مختلف شہروں میں ایک بار پھر گئو رکھشکوں کی جانب سے مسلمانوں کو نشانہ بنانے کے عمل کا آغاز ہو چکا ہے، کسی کو جانوروں کی چوری کرنے کے الزام میں نشانہ بنایا جا رہا ہے اور پیٹ پیٹ کر ہلاک کیا جا رہا ہے تو کسی کو محض داڑھی ٹوپی دیکھ کر حملوں کا نشانہ بنایا جا رہا ہے، کہیں مسلمانوں اور عیسائیوں کا اس ملک سے 2021 تک صفایا کرنے کے دعوے کئے جا رہے ہیں تو کہیں ان کو دیئے جانے والے حقوق پر سوال کیا جا رہا ہے، کچھ گوشوں سے مسلمانوں میں مسلکی اختلافات کو ہوا دیتے ہوئے خود ان کی صفوں میں خلیج پیدا کرنے کی حکمت عملی اختیار کی گئی ہے، ایک شہر میں تو قانون کے رکھوالے قرار پانے والے پولیس اہلکاروں اور عملہ کی موجودگی میں بلکہ ان کی نگرانی اور حفاظت میں مسلمان شخص کو درندگی پر مبنی مار پیٹ کا نشانہ بنایا گیا اور زمین پر کھسیٹ کر لیجایا گیا، حیرت اور افسوس کی بات ہے کہ حکومت کے نمائندوں کی جانب سے اس طرح کے واقعات پر نہ کوئی رد عمل ظاہر کیا جا رہا ہے اور نہ کوئی کارروائی کی جا رہی ہے۔ حکومت کا اعتدال پسند چہرہ سمجھے جانے والے وزیر داخلہ راج ناتھ سنگھ بھی اس طرح کے واقعات اور حملوں پر ایک رسمی سا بیان دیا کرتے تھے اور اس طرح کے بیان بازی کرتے تھے جس سے یہ تاثر دینے کی کوشش ہوتی تھی کہ وہ ایسے حملوں کو پسند نہیں کرتے، لیکن اب وہ اس طرح کے مسائل پر خاموشی اختیار کرنے ہی کو ترجیح دے رہے ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ وہ بھی اس حکمت عملی کا حصہ بنتے جا رہے ہیں؛ تاکہ آئندہ عام انتخابات میں بی جے پی کی بہر قیمت کامیابی کو یقینی بنایا جا سکے، اس بات کی کوئی پرواہ کسی کو نہیں رہ گئی ہے کہ ملک کا پرامن ماحول پراگندہ ہو رہا ہے اور لوگوں میں اس تعلق سے بے چینی کی کیفیت پیدا ہو رہی ہے، بی جے پی اور اس کی ہم قبیل تنظیموں کے سامنے صرف ایک ایجنڈہ نظر آتا ہے کہ انتخابات میں کسی بھی قیمت پر کامیابی حاصل کی جائے۔

بی جے پی کے سینئر لیڈر اور بیشتر متنازعہ مسائل کو ہوا دینے والے رکن پارلیمنٹ سبرامنیم سوامی نے بھی ایک ٹی وی انٹرویو میں یہ اعتراف کر لیا ہے کہ انتخابات معاشی کارکردگی یا پھر عوامی مسائل کی یکسوئی کے ذریعہ جیتے نہیں جاتے؛ بلکہ اس کے لیے جذبات کو بھڑکانا پڑتا ہے، یہ اعتراف خود اس بات کا ثبوت ہے کہ بی جے پی اور مرکز کی نریندر مودی حکومت کو اپنی کارکردگی کی اساس پر انتخابات میں کامیابی کا یقین نہیں ہے، بی جے پی نے اقتدار کے ساڑھے چار سال سے زیادہ کا وقت کسی طرح کے ترقیاتی ایجنڈہ کو آگے بڑھانے پر صرف نہیں کیا ہے؛ بلکہ اس عرصہ میں وہ اپنے مخصوص ایجنڈ کی تکمیل پر ہی توجہ دیتی رہی ہے اور مسلمانوں کو نشانہ بنانے اور ان میں احساس عدم تحفظ و احساس کمتری پیدا کرنے کی حکمت عملی پر ہی کام کرتی رہی ہے، اس کی اس کوشش میں کچھ ملت فروش بھی شریک ہوگئے ہیں اور اس کام میں اس کی مدد کر رہے ہیں، جہاں تک کارکردگی کی اساس پر انتخابات میں کامیابی حاصل کرنے کا سوال ہے تو اس معاملہ میں بی جے پی کو انتہائی مایوس کن صورت حال کا سامنا ہے، ساڑھے چار سال میں اس نے ایسا کوئی کام انجام نہیں دیا ہے، جسے وہ اپنے کارنامے کے طور پر پیش کر سکے، ہر سال دو کروڑ نوجوانوں کو روزگار فراہم کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا، جب کہ چار سال میں صرف مٹھی بھر افراد کو ہی روزگار فراہم کیا گیا ہے، بیرونی ملکوں میں پھنسے ہوئے کالے دھن کو واپس لانے کا وعدہ کیا گیا تھا؛ لیکن صورتحال اس کے برعکس ہوگئی ہے، ہندوستان کا پیسہ بیرونی ممالک کو منتقل ہو رہا ہے اور ہندوستان میں دھوکہ دے کر ہزاروں کروڑ روپے غبن کرنے والوں کو چارٹرڈ پروازوں میں بیرون ملک سفر کی سہولت فراہم کی جا رہی ہے، یہ لوگ بیرونی ممالک میں خود وزیر اعظم کے ساتھ تصویر کشی کر رہی ہیں اور ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہو رہی ہے، نوٹ بندی کے ذریعہ ایک بڑا کام کیا گیا، اپنے حاشیہ کو کالا دھن جائز دولت میں بدلنے کا موقع فراہم کیا گیا، جبکہ اس سے ملک کے عوام کی کمر ٹوٹ کر رہ گئی، درجنوں افراد اس غلط اقدام کی وجہ سے اپنی زندگیوں سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں، اس کے بعد جی ایس ٹی نافذ کیا گیا، اس کے ذریعہ سے ملک کے چھوٹے کاروباریوں کا جینا مشکل کر دیا گیا، ان کے کاروبار کو عملا ختم کر دیا گیا اور ہزاروں بلکہ لاکھوں افراد خود اپنے کاروبار اور روزگار سے محروم ہو گئے، ان مسائل پر مودی یا بی جے پی کو ملک کے عوام کی تائید بھی حاصل نہیں ہو سکتی، شاید یہی وجہ ہے کہ اب ایک آزمودہ فارمولا اختیار کیا گیا ہے اور فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے پر اکتفا کیا جا رہا ہے، یہ بی جے پی کا ہمیشہ کا طریقہ کار رہا ہے؛ لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ ملک کے عوام اس منصوبے کو سمجھیں اور اسے ناکام بنانے کے لیے کمر کس لیں، محض مٹھی بھر فرقہ پرستوں کو ملک کے مستقبل اور ملک کے امن و ترقی اور خوشحالی سے کھلواڑ کرنے کا موقع فراہم نہ کریں۔

عاشورہ کا دن روزہ اور عبادت کا دن ہے نہ کہ کھیل اور تماشے کا: مولانا محمد شبلی القاسمی

امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی نے عاشورہ کے دن کی فضیلت اور اہمیت سے متعلق اپنے ایک اخباری بیان میں کہا ہے کہ محرم کا مہینہ مسلمانوں کے لیے بہت ہی برکت اور فضیلت کا مہینہ ہے، یہ مہینہ نہ صرف نواسۂ رسول حضرت سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اہل بیت مطہر کی کربلا کے میدان میں شہادت کی وجہ سے یادگار ہے، بلکہ اس ماہ کی بے شمار فضیلتیں ہیں محرم کی دسویں تاریخ کو ہی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کی تھی، اسی دن حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی ہولناک سیلاب سے بچ کر کوہ جودی پر لنگر انداز ہوئی تھی، اسی دن حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے آزاد کیا تھا، اسی دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو فرعون کے ظلم و ستم سے نجات دیا تھا اور ان کے لیے دریا میں راستہ کھول دیا تھا، جبکہ فرعون اور اس کے پورے لشکر کو دریا برد کر دیا تھا، اسی دن حضرت یوسفؑ کو قید سے رہائی ملی تھی، ایک روایت میں ہے کہ اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے تو آپ نے دیکھا کہ وہاں کے یہودی اس دن روزہ رکھا کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دریافت فرمانے پر انہوں نے بتایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے ظلم و ستم سے نجات ملنے پر اس دن شکرانے کا روزہ رکھا تھا، اسی لیے ہم بھی رکھتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہماری قربت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تمہارے مقابلہ میں زیادہ ہے، اس لیے ہم زیادہ حقدار اس دن روزہ رکھنے کے ہیں، چنانچہ آپ نے خود بھی روزہ رکھا اور صحابہ کو بھی اس کی تلقین کی۔ حدیث میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے روزوں کے بعد نفلی روزوں میں سب سے زیادہ اہتمام عاشورہ کے روزہ کا کرتے تھے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ نواسۂ رسول اور آل بیت مطہر کی اس مہینہ میں شہادت تمام مسلمانوں کے لیے بے پناہ رنج و غم کا باعث ہے، لیکن رنج و الم کی وجہ سے نوحہ و ماتم کرنا، کپڑے پھاڑنا، کھیل اور تماشے کرنا، اپنے جسموں کو زخمی کر لینا اور مشرکانہ رسوم و رواج میں شریک ہونا کسی بھی طرح روا نہیں ہے۔ ایک مسلمان کی قطعا یہ شان نہیں ہو سکتی، اور یقیناً ایسا کرنے والے اپنے اس طرز عمل سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور دیگر شہیدان کربلا کی روح کو سخت تکلیف پہونچاتے ہیں۔ لہذا مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس دن اہل تشیع و روافض کے طرز عمل اور خرافات سے بچیں، روزہ رکھیں اور دیگر نیک اعمال میں ان ایام کو گذاریں۔ کھیل تماشوں، تعزیہ داری جیسی رسموں سے دور رہیں، اور اس مہینے کی فضیلت و برکت کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی سعی کریں۔ مولانا نے اپنے بیان میں یہ بھی کہا کہ محرم الحرام کا مہینہ اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے، اس لیے ہمیں اپنا محاسبہ بھی کرنا چاہیئے کہ سال گذشتہ ہم نے کیا کھویا اور کیا حاصل کیا، اور آئندہ کی زندگی کے لیے بہتر لائحہ عمل اور مناسب پلاننگ بھی کرنی چاہیئے۔